﴿بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعودؑ﴾

انصارالدین

خلافت نمبر | جلد:۱ شمارہ: ۲ | اپریل و مئی ۲۰۰۴ء

انصاراللہ کا عہد

اَشْھَدُ اَنْ لَّا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ وَ اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَرَسُوْلُہٗ

مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اسلام اور احمدیت کی مضبوطی اور اشاعت اور نظام خلافت کی حفاظت کے لئے انشاءاللہ تعالیٰ آخر دم تک جدوجہد کرتا رہوں گا اور اس کے لئے بڑی سے بڑی قربانی پیش کرنے کے لئے ہمیشہ تیار رہوں گا۔ نیز مَیں اپنی اولاد کو بھی ہمیشہ خلافت سے وابستہ رہنے کی تلقین کرتا رہوں گا۔

(انشاءاللہ تعالیٰ)

فہرست مضامین

مدیر اعلیٰ: ڈاکٹر شمیم احمد
مدیر (اردو): محمود احمد ملک
نائب: شیخ طارق محمود
معاون: محمد حسن خان
مدیر (انگریزی): ندیم وِنڈرمین
مینیجر: لئیق احمد حیات

181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

اداریہ:

خلیفہ خدا بناتا ھے

مسلمان ممالک میں بالخصوص اور یورپ میں بسنے والے مسلمانوں میں بالعموم یہ تحریک بڑے زور شور سے چل رہی ہے کہ عالم اسلام کا ایک خلیفہ ہونا چاہئے تاکہ ساری دنیا کے مسلمان ایک ''امیر المومنین'' کے ہاتھ پر جمع ہو سکیں اور پھر وہ اپنی قوت قدسیہ سے مسلمانوں کی مذہبی و فکری اور روحانی و اخلاقی اقدار کو حیاتِ نو بخشے۔اس کے ذریعہ مسلمانوں کی معاشرتی اور اقتصادی حالت سدھرے تاکہ عالمِ اسلام کو پھر وہی شان و شوکت، تمکنت اور فتوحات نصیب ہوں جو اسلام کے دورِ اوّل میں خدا تعالیٰ نے عطا فرمائی تھیں۔اس عظیم الشان مقصد کو حاصل کرنے کے لئے مختلف مذہبی گروہ اور سیاسی جماعتیں اپنے اپنے دائرہ میں انجمنیں قائم کر رہی ہیں اور ان کے ذریعہ جلسے جلوس، تقاریر اور اشتہار بازی میں مصروف ہیں۔ بعض تنظیموں کو امیر ممالک کی حکومتوں کی پشت پناہی بھی حاصل ہے۔ان کی کئی سالوں کی کاوشوں کا تجزیہ کیا جائے تو اس کا ماحاصل صرف ایک تمنا کے سوا کچھ بھی نہیں۔ بعض تنظیموں نے اس بات کی بھی کوشش کی کہ کسی ایک کو خلیفہ نامزد کر دیا جائے مگر کوئی کوشش کامیابی سے ہمکنار نہ ہو سکی۔

جب صورتِ حال کا جائزہ لیا جائے تو ایک پہلو اطمینان بخش ہے کہ امتِ مسلمہ کو احساس ہے کہ باوجود قرآن اور شریعت کی موجودگی کے ان میں اسلام کی روح مفقود ہے اور ایک مرض لاحق ہو چکا ہے جس کے لئے انہیں ایک مسیحا کی ضرورت ہے جو ان کی اندرونی و بیرونی خرابیوں کی اصلاح کرے اور ان میں اسلام کی حقیقی روح پھونکے اور ان کی مذہبی و فکری اقدار کو جلا بخشے اور پھر سے ان کو ایک نئی روحانی زندگی عطا فرمائے۔بے حد افسوس ناک امر یہ ہے کہ کہ وہ اس بات کو سمجھنے سے کلیتًا قاصر ہیں کہ خلیفہ بنانا انسانوں کا کام نہیں بلکہ خدا تعالیٰ خود خلیفہ مقرر فرماتا ہے۔اگر قرآن مجید پر ذرا بھی تدبّر کیا جائے تو یہ بات بڑی وضاحت کے ساتھ بیان فرمائی گئی ہے کہ جب بھی کسی کو خلافت کی خلعت عطا فرمائی گئی ہے تو وہ ہمیشہ خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کے نتیجہ میں عطا ہوئی جیسا کہ سورۃ نور میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ''اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنا دے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنا دیا تھا''۔اسی طرح احادیث میں بھی یہی بیان فرمایا گیا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھے گا کہ کوئی قوم اب خلافت کی مستحق نہیں رہی تو اس نعمت کو اٹھا لیا جائے گا۔ گویا خلافت کا قیام اور اس کا اٹھا لیا جانا دونوں خدا تعالیٰ کے تصرّف میں ہیں اور انسانی تدابیر نہ کسی کو خلافت کے مقام پر فائز کر سکتی ہیں اور نہ اس سے یہ مرتبہ چھین سکتی ہیں۔

اس سے بھی زیادہ افسوس ناک امر یہ ہے کہ خدا تعالیٰ نے احیاء اسلام کے لئے ایک مسیحا کو بشارتوں کے ساتھ بھیجا مگر قوم نے اس نعمتِ خداوندی سے منہ موڑ لیا اور اس کے فرستادہ پر ایمان لانے سے انکار کر دیا حالانکہ ان کے پاس آنحضرت ﷺ کی بشارت موجود تھی کہ ثم تکون خلافةٌ علیٰ منهاج النبوة یعنی پھر تم میں وہ مبارک دور آئے گا اور پھر سے امت کو ایک وحدت نصیب ہو گی اور نبوت کے طریق پر خلافت قائم ہو گی۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے خدا تعالیٰ سے خبر پا کر جماعت احمدیہ کو اپنے بعد نظامِ خلافت کے قیام کی بشارت دی اور فرمایا کہ اس بابرکت نظام کے ساتھ اسلام کی حیاتِ نو وابستہ ہے۔اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج جماعتِ احمدیہ ایک واحد جماعت ہے جو نورِ خلافت سے منوّر ہے اور تمام دنیا میں پھیلے ہوئے احمدی اس روحانی نظامِ وحدت کے حصارِ عافیت میں امن کے ساتھ زندگی بسر کر رہے ہیں۔یہ مقدس نظامِ خلافت حضرت مسیح موعودؑ کی صداقت پر ایک روشن سورج کی طرح شاہد ہے۔اگر آج کوئی اسلام کی وحدت ،شان و شوکت اور تمکنت کا سچے دل کے ساتھ خواہاں ہے تو اسے چاہئے کہ اس زندگی بخش روحانی نظامِ خلافت کے سایہ تلے آجائے۔ کب تک مسلمان ناکامی، بدنصیبی، تاریکی اور ہزیمت کو اپنا مقدر بنائے بیٹھے رہیں گے۔

درس القرآن

وعد اللّٰہ الّذین امنوا منکم و عملوا الصّلحت لیستخلفنّھم فی الارض کما استخلف الّذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الّذی ارتضی لھم ولیبدّلنھم من بعد خوفھم امنا یعبدوننی لایشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلك فاولئك ھم الفاسقون۔

(سورۃالنور:56)

ترجمہ: اللہ نے تم میں سے ایمان لانے والوں اور مناسبِ حال عمل کرنے والوں سے وعدہ کیا ہے کہ وہ ان کو زمین میں خلیفہ بنادے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنادیا تھا اور جو دین اس نے ان کے لئے پسند کیا ہے وہ ان کے لئے اسے مضبوطی سے قائم کردے گا اور ان کے خوف کی حالت کے بعد وہ ان کے لئے امن کی حالت تبدیل کردے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور کسی چیز کو میرا شریک نہیں بنائیں گے اور جو لوگ اس کے بعد بھی انکار کریں گے وہ نافرمانوں میں سے قرار دیئے جائیں گے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم میں سے جو لوگ خلافت پر ایمان لائیں گے اور خلافت کے استحقاق کے مطابق عمل کریں گے اور ایسے اعمال بجا لائیں گے جو انہیں خلافت کا مستحق بنادیں ان سے اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کہ وہ انہیں زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے لوگوں کو اس نے خلیفہ بنایا اور ان کی خاطر ان کے دین کو جو اس نے پسند کیا ہے دنیا میں قائم کرے گا اور جب بھی ان پر خوف آئے گا اس کو امن سے بدل دے گا اور ایسا ہوگا کہ وہ میری عبادت کرتے رہیں گے اور کسی کو میرا شریک نہیں قرار دیں گے لیکن جو لوگ مسئلہ خلافت پر ایمان لانا چھوڑدیں گے وہ اس انعام سے متمتع نہیں ہوں گے بلکہ اطاعت سے خارج سمجھے جائیں گے۔

اس آیت میں مسلمانوں کی قسمت کا آخری فیصلہ کیا گیا ہے اور ان سے وعدہ کیا گیا ہے کہ اگر وہ خلافت کے قائل رہے اور اس غرض کے لئے مناسب کوشش اور جدوجہد بھی کرتے رہیں تو جس طرح پہلی قوموں میں خدا تعالیٰ نے خلافت قائم کی ہے اسی طرح ان کے اندر بھی خدا تعالیٰ خلافت کو قائم کردے گا اور خلافت کے ذریعہ سے ان کو ان کے دین پر قائم فرمائے گا جو خدا نے ان کے لئے پسند کیا ہے اور اس دین کی جڑیں مضبوط کردے گا اور خوف کے بعد امن کی حالت ان پر لے آئے گا جس کے نتیجہ میں وہ خدائے واحد کے پرستار بنے رہیں گے اور شرک نہیں کریں گے۔

مگر یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ایک وعدہ ہے پیشگوئی نہیں۔ اگر مسلمان ایمان بالخلافت پر قائم نہیں رہیں گے اور اُن اعمال کو ترک کردیں گے جو خلافت کے قیام کے لئے ضروری ہیں تو وہ اس انعام کے مستحق نہیں رہیں گے۔ اور خدا تعالیٰ پر وہ یہ الزام نہیں دے سکیں گے کہ اس نے وعدہ پورا نہیں کیا۔

پھر خلافت کے ذکر کے ساتھ ہی اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ **واقیمو الصلوٰۃ و ا تو االزکٰوۃ و اطیعواالرسول لعلکم ترحمون۔** یعنی جب خلافت کا نظام جاری کیا جائے تو اس وقت تمہارا فرض ہے کہ تم نمازیں قائم کرو اور زکوٰۃ دو اور اس طرح اللہ تعالیٰ کے رسول کی اطاعت کرو۔ گویا خلفاء کے ساتھ دین کی تمکین کرکے وہ اطاعتِ رسول کرنے والے قرار پائیں گے۔ یہ وہی نکتہ ہے جو رسولِ کریم ﷺ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ **من اطاع امیری فقد اطاعنی و من عصیٰ امیری فقد عصانی** یعنی جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس نے میرے مقرر کردہ امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔

(ملخص از تفسیر کبیر از حضرت مصلح موعودؓ)

حدیث النبی صلی اللہ علیہ وسلم

عن حذیفة رضی اللّٰہ عنہ قال قال رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم تکون النبوة فیکم ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالی ثم تکون خلافة علی منھاج النبوة ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالی ثم تکون ملکاً عاضا فتکون ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللہ تعالی ثم تکون ملکاً جبریة فتکون ماشاء اللّٰہ ان تکون ثم یرفعھا اللّٰہ تعالیٰ ثم تکون خلافة علی منھاج النبوة ثم سکت۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوة باب الانذار والتحذیر)

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوت قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھالے گا اور خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھالے گا۔ پھر اس کی تقدیر کے مطابق ایذارساں بادشاہت قائم ہوگی (جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے) جب یہ دور ختم ہوگا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق اس سے بھی بڑھ کر جابر بادشاہت قائم ہوگی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آجائے گا اور اس ظلم وستم کے دور کو ختم کردے گا۔ اس کے بعد پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہوگی۔ یہ فرماکر آپؐ خاموش ہوگئے۔

اس حدیث میں مخبرِ صادق نے اللہ تعالیٰ سے خبر پاکر مسلمانوں کو بشارتوں اور انذار سے آگاہ فرمایا۔ پہلی بشارت یہ کہ نبوتؐ کے بعد ان میں خلافت کی نعمت جاری فرمائی جائے گی جو نبوت کا عکس ہوگی۔ جس طرح دورِ نبوت میں وہ ایک ہاتھ پر جمع تھے اسی طرح خلافت کی برکت سے وہ توحید پر قائم رہتے ہوئے ایک ہاتھ پر جمع رہیں گے جس کے نتیجہ میں ان کی وحدت قائم رہے گی اور انہیں دینی ودنیوی ترقیات اور فتوحات نصیب ہوتی رہیں گی۔

انذار کا پہلو یہ تھا کہ اگر مسلمانوں نے اپنی وحدت کو قائم نہ رکھا تو ان سے خلافت کی نعمت واپس لے لی جائے گی۔ جس طرح پہلی قوموں نے ان باتوں کو اختیار کیا جن سے ان کی خلافت ختم ہوتی رہی اسی طرح مسلمانوں میں بھی خلافت اٹھ جائے گی۔ اللہ تعالیٰ کی سنت ہے کہ جو نعمت عطا فرماتا ہے اسے بغیر کسی وجہ کے واپس نہیں لیا کرتا جب تک ان کیفیات کو نہ بدل دیا جائے جو نعمتوں کی حفاظت کے لئے ضروری ہیں۔ خلافت کے قیام کے لئے وحدت ایک نہایت اہم جزو ہے۔ جب مسلمانوں نے اندرونی اختلافات کے نتیجہ میں اپنی وحدت کو ختم کرلیا تو اس کے نتیجہ میں خلافت کی نعمت کو اٹھالیا گیا۔

آنحضرت ﷺ کی امت سے خداتعالیٰ کا ایک خاص رحمت اور شفقت کا یہ سلوک ہے کہ ایک قسم کی خلافت ختم ہونے پر ان میں دوسری قسم کی خلافت کو جاری رکھا یعنی مجددین کا سلسلہ شروع فرمادیا جیسا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ہر صدی کے سر پر دین کی تجدید کے لئے اللہ تعالیٰ مجدد کھڑا کرتا رہے گا۔ نبی کریم ﷺ کی نبوت کا زمانہ تا قیامت ہے اور آپؐ نے اپنی امت کے آخری دور میں آنے والے مجدد اور امام کو نبی اللہ قرار دیا اسی لئے اس کے مبارک دور میں پھر خلافت علیٰ منہاج النبوۃ کی بشارت عطا فرمائی۔

آج خلافت احمدیہ آنحضرت ﷺ کی اس حدیث کی صداقت کا ثبوت اور اس کی سچائی کا زندہ نشان ہے۔ خداتعالیٰ کے وعدوں کے مطابق انشاءاللہ یہ خلافت تا قیامت جاری رہے گی جیسا کہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا "تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا"۔ خدا کرے ہم اعمال صالحہ کی راہوں پر گامزن رہیں اور اپنے اس عہد پر پورا اتریں کہ ہم ہمیشہ خلافت احمدیہ کے استحکام کے لئے سینہ سپر رہیں گے، خدا آنے والی نسلوں کو بھی اس کی توفیق بخشے کہ وہ اس نعمت عظمیٰ کی حفاظت اور استحکام کے لئے کوشاں رہیں آمین۔

کلام الامام

''میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے''

حضرت مسیح موعود علیہ السلام رسالہ الوصیت میں فرماتے ہیں:

''سواے عزیزو! جبکہ قدیم سے سنت اللہ یہی ہے کہ خداتعالیٰ دو قدرتیں دکھلاتا ہے تا مخالفوں کی دو جھوٹی خوشیوں کو پامال کر کے دکھلا دے۔ سو اب بھی ممکن نہیں ہے کہ خداتعالیٰ اپنی قدیم سنت کو ترک کر دیوے۔ اس لئے تم میری اس بات سے جو میں نے تمہارے پاس بیان کی ہے غمگین مت ہو اور تمہارے دل پریشان نہ ہو جائیں کیونکہ تمہارے لئے دوسری قدرت کا بھی دیکھنا ضروری ہے اور اس کا آنا تمہارے لئے بہتر ہے کیونکہ وہ دائمی ہے جس کا سلسلہ قیامت تک منقطع نہیں ہوگا۔ اور وہ دوسری قدرت نہیں آسکتی جب تک میں نہ جاؤں۔ لیکن جب میں جاؤں گا تو پھر خدا اس دوسری قدرت کو تمہارے لئے بھیج دے گا جو ہمیشہ تمہارے ساتھ رہے گی جیسا کہ خدا کا براہین احمدیہ میں وعدہ ہے اور وہ وعدہ میری ذات کی نسبت نہیں ہے بلکہ تمہاری نسبت وعدہ ہے۔ جیسا کہ خدا فرماتا ہے کہ میں اس جماعت کو جو تیرے پیرو ہیں قیامت تک دوسروں پر غلبہ دوں گا۔ سو ضرور ہے کہ تم پر میری جدائی کا دن آوے تا بعد اس کے وہ دن آوے جو دائمی وعدہ کا دن ہے۔ وہ ہمارا خدا وعدوں کا سچا اور وفادار اور صادق خدا ہے وہ سب کچھ تمہیں دکھلائے گا جس کا اس نے وعدہ فرمایا ہے۔ اگرچہ یہ دن دنیا کے آخری دن ہیں اور بہت بلائیں ہیں جن کے نزول کا وقت ہے پر ضرور ہے کہ یہ دنیا قائم رہے جب تک وہ تمام باتیں پوری نہ ہو جائیں جن کی خدا نے خبر دی۔ میں خدا کی طرف سے ایک قدرت کے رنگ میں ظاہر ہوا اور میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد اور وجود ہوں گے جو دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے۔ سو تم خدا کی قدرتِ ثانیہ کے انتظار میں اکٹھے ہو کر دعا کرتے رہو۔ اور چاہئے کہ ہر ایک صالحین کی جماعت ہر ایک ملک میں اکٹھے ہو کر دعا میں لگے رہیں تا دوسری قدرت آسمان سے نازل ہو اور تمہیں دکھا دے کہ تمہارا خدا ایسا قادر خدا ہے۔

(روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 205-206)

مجلس انتخاب خلافت اور منتخب خلیفہ کا حلف

مجلس انتخاب خلافت کا ہر رُکن انتخاب سے پہلے یہ حلف اٹھائے گا کہ:

''مَیں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر اعلان کرتا ہوں کہ مَیں خلافت احمدیہ کا قائل ہوں اور کسی ایسے شخص کو ووٹ نہیں دوں گا جو جماعت مبایعین سے خارج کیا گیا ہو یا اس کا تعلق احمدیت یا خلافت کے مخالفین سے ثابت ہو''۔

جب خلافت کا انتخاب عمل میں آئے تو منتخب شدہ خلیفہ کے لئے ضروری ہے کہ وہ لوگوں سے بیعت لینے سے پہلے کھڑے ہو کر قسم کھائے کہ:

''مَیں اللہ تعالیٰ کو حاضر ناظر جان کر کہتا ہوں کہ مَیں خلافت احمدیہ پر ایمان رکھتا ہوں۔ اور مَیں ان لوگوں کو جو خلافت احمدیہ کے خلاف ہیں، باطل پر سمجھتا ہوں اور مَیں خلافت احمدیہ کو قیامت تک جاری رکھنے کے لئے پوری کوشش کروں گا اور اسلام کی تبلیغ کو دنیا کے کناروں تک پہنچانے کے لئے انتہائی کوشش کرتا رہوں گا۔ اور مَیں خیال رکھوں گا اور قرآن شریف اور حدیث کے علوم کی ترویج کے لئے جماعت کے مردوں اور عورتوں میں ذاتی طور پر بھی اور اجتماعی طور پر بھی کوشاں رہوں گا''۔

(روزنامہ ''الفضل'' ربوہ ۲۴؍اپریل ۲۰۰۳ء)

انصار اللّٰہ کی اہم ذمہ داری ...... خلافت احمدیہ سے کامل وابستگی

(از فرمودات حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہٗ)

"یاد رکھو تمہارا نام انصار اللہ ہے یعنی اللہ تعالیٰ کے مدد گار۔ گویا تمہیں اللہ تعالیٰ کے نام کی طرف منسوب کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ ازلی اور ابدی ہے اس لئے تم کو بھی کوشش کرنی چاہئے کہ ابدیت کے مظہر ہو جاؤ۔ تم اپنے انصار ہونے کی علامت یعنی خلافت کو ہمیشہ ہمیش کے لئے قائم رکھتے چلے جاؤ۔ اور کوشش کرو کہ کام نسلاً بعد نسل چلا جاوے۔ اور اس کے دو ذریعے ہو سکتے ہیں۔ ایک ذریعہ تو یہ ہے کہ اپنی اولاد کی صحیح تربیت کی جائے اور اس میں خلافت کی محبت قائم کی جائے۔ اسی لئے میں نے اطفال الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی تھی اور خدام الاحمدیہ کا قیام عمل میں لایا گیا تھا۔ یہ اطفال اور خدام آپ لوگوں کے ہی بچے ہیں۔ اگر اطفال الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی۔ اور اگر خدام الاحمدیہ کی تربیت صحیح ہو گی تو اگلی نسل انصار اللہ کی اعلیٰ ہو گی۔ میں نے سیڑھیاں بنادی ہیں آگے کام کرنا تمہارا کام ہے۔ پہلی سیڑھی اطفال الاحمدیہ ہے۔ دوسری سیڑھی خدام الاحمدیہ ہے، تیسری سیڑھی انصار اللہ ہے اور چوتھی سیڑھی خدا تعالیٰ ہے۔ تم اپنی اولاد کی صحیح تربیت کرو اور دوسری طرف خدا تعالیٰ سے دعائیں مانگو تو یہ چاروں سیڑھیاں مکمل ہو جائیں گی۔ اگر تمہارے اطفال اور خدام ٹھیک ہو جائیں اور پھر تم بھی دعائیں کرو اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو پھر تمہارے لئے عرش سے نیچے کوئی جگہ نہیں اور جو عرش پر چلا جائے وہ بالکل محفوظ ہو جاتا ہے۔ دنیا حملہ کرنے کی کوشش کرے تو وہ زیادہ سے زیادہ سو دو سو فٹ پر حملہ کر سکتی ہے، وہ عرش پر حملہ نہیں کر سکتی۔ پس اگر تم اپنی اصلاح کر لو گے اور خدا تعالیٰ سے دعائیں کرو گے تو تمہارا اللہ تعالیٰ سے تعلق قائم ہو جائے گا۔ اور اگر تم حقیقی انصار اللہ بن جاؤ اور خدا تعالیٰ سے تعلق پیدا کر لو تو تمہارے اندر بھی خلافت بھی دائمی طور پر رہے گی اور وہ عیسائیت کی خلافت سے بھی لمبی چلے گی۔ عیسائیوں کی تعداد تو تمام کوششوں کے بعد مسلمانوں سے قریباً دوگنی ہوئی ہے مگر تمہارے متعلق تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ پیشگوئی ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہاری تعداد کو اتنا بڑھادے گا کہ ایک زمانہ آئے گا کہ دوسرے تمام مذاہب ہندوازم، بدھ مت، عیسائیت اور شنٹوازم وغیرہ کے پیرو تمہارے مقابلہ میں بالکل ادنیٰ اقوام کی طرح رہ جائیں گے۔ یعنی ان کی تعداد تمہارے مقابلہ میں ویسی ہی بے حقیقت ہو گی جیسے آج کل ادنیٰ اقوام کی دوسرے لوگوں کے مقابلہ میں ہے۔ وہ دن جس کا تمہیں وعدہ دیا گیا ہے یقیناً آئے گا لیکن جب آئے گا تو اس ذریعہ سے آئے گا کہ خلافت کو قائم رکھا جائے تبلیغ اسلام کو قائم رکھا جائے، تحریکِ جدید کو مضبوط کیا جائے، اشاعتِ اسلام کے لئے جماعت میں شغف زیادہ ہو اور دنیا کے کسی کونہ کو بھی بغیر مبلغ کے نہ چھوڑا جائے۔ مجھے بیرونی ممالک سے کثرت سے چٹھیاں آ رہی ہیں کہ مبلغ بھیجے جائیں۔ اس لئے ہمیں تبلیغ کے کام کو بہر حال وسیع کرنا پڑے گا اور اتنا وسیع کرنا پڑے گا کہ موجودہ کام اس کے مقابلہ میں لاکھواں حصہ بھی نہ رہے۔ میں نے بتایا ہے کہ خلافت کی وجہ سے رومن کیتھولک اس قدر مضبوط ہو گئے ہیں کہ ایک دفعہ میں نے پڑھا کہ ان کے ۴۵ لاکھ مبلغ ہیں۔ اُن سے اپنا مقابلہ کرو اور خیال کرو کہ تم ڈیڑھ سو مبلغوں کے اخراجات پر ہی گھبرانے لگ جاتے ہو۔ اگر تم ان سے تین چار گنے زیادہ طاقت ور بننا چاہتے ہو تو ضروری ہے کہ تمہارا دو کروڑ مبلغ ہو۔ لیکن اب یہ حالت ہے کہ ہمارے سب مبلغ ملا لئے جائیں تو ان سب کی تعداد دو سو کے قریب بنتی ہے۔ اگر ہم چاہتے ہیں کہ عیسائیوں کو مسلمان کر لیں، بدھوں کو مسلمان کر لیں، شنٹوازم والوں کو مسلمان کر لیں، کنفیوشس ازم کے پیروں کو مسلمان کر لیں تو اس کے لئے دو کروڑ مبلغوں کی ضرورت ہے۔ اور ان مبلغوں کو پیدا کرنا اور پھر ان سے کام لینا بغیر خلافت کے نہیں ہو سکتا۔...... اگر تم نے خلافت کے نظام کو توڑ دیا تو تمہاری کوئی حیثیت باقی نہیں رہے گی اور تمہیں دشمن کھا جائے گا۔ لیکن اگر تم نے خلافت کو قائم رکھا تو دنیا کی کوئی طاقت تمہیں تباہ نہیں کر سکے گی۔ تم دیکھ لو ہماری جماعت کتنی غریب ہے لیکن خلافت کی وجہ سے اسے بڑی حیثیت حاصل ہے اور اس نے وہ کام کیا ہے جو دنیا کے دوسرے مسلمان نہیں کر سکے۔ مصر کا ایک اخبار الفتح ہے جو سلسلہ کا شدید مخالف ہے اس میں ایک دفعہ کسی نے مضمون لکھا کہ گذشتہ ۱۳۰۰ سال میں مسلمانوں میں بڑے بڑے بادشاہ گذرے ہیں مگر انہوں نے اسلام کی وہ خدمت نہیں کی جو اس غریب جماعت نے کی ہے...... یہ صرف خلافت ہی کی برکت ہے جس نے احمدیوں کو ایک نظام میں پرو دیا ہے۔"

(اقتباس افتتاحی خطاب سالانہ اجتماع مجلس انصار اللہ مرکزیہ 26۔ اکتوبر 1956)

منظوم کلام حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

عربی

اِنِّي صَدُوقٌ مُصلِحٌ مُتَرَدَّمُ
سَمَّ مُعَادَاتِي وَسَلِّمِي اَسْلَمْ

میں صادق اور مصلح ہوں اور میری دشمنی زہر اور میری صلح سلامتی ہے

اِنِّي اَنَا الْبُستَانُ بُستَانُ الهُدى
تَاتِي اِلَيَّ العَينُ لَا تَتَصَرَّمُ

میں باغ ہدایت ہوں۔ میری طرف وہ چشمہ آتا ہے جو کبھی منقطع نہیں ہوتا

رُوْحِي لِتَقدِيسِ العَلِيِّ حَمَامَةٌ
اَو عَندَلِيبٌ غَارِدٌ مُتَرَنِّمُ

میری روح خدا کی تقدیس کے لئے ایک کبوتر ہے یا بلبل ہے جو خوش آوازی سے بول رہی ہے۔

مَا جِئْتُكُم فِي غَيرِ وَقْتٍ عَابِثًا
قَد جِئْتُكُم وَالوَقتِ لَيل مُظْلِمُ

میں تمہارے پاس بے وقت نہیں آیا۔ اس وقت آیا کہ اندھیری رات تھی۔

فَاللّٰهُ اَرسَلَنِي لِاُ حيِيَ دِينَهٗ
حَقَّ فَهَل مِنْ رَاشِدٍ يَسْتَسْلِمُ

سو خدا نے مجھے بھیجا تا کہ میں اس کے دین کو زندہ کروں یہ سچ ہے۔ پس کیا کوئی ہے جو اطاعت کرے

جَهدُ المُخَالِفِ بَاطِلٌ فِي اَمرِنَا
سَيْفٍ مِنَ الرَّحمٰنِ لَا يَتَثَلَّمُ

مخالف کی کوشش ہمارے امر میں باطل ہے خدا کی تلوار ہے جس میں رخنہ نہیں ہو سکتا

فِي وَجهِنَا نُورُ المُهَيمِنِ لَائِحٌ
اِن كَانَ فِيكُم نَاظِرٌ مُتَوَسِّمُ

ہمارے منہ میں خدا تعالیٰ کا نور واضح ہے اگر تم میں کوئی دیکھنے والا ہو

اَللّٰهُ اٰثَرَنَا وَكَفَّلَ اَمرَنَا
فَالْقَلبُ عِندَ الفِتَنِ لَا يَتَجَمجَمُ

خدا نے ہمیں چن لیا ہے اور ہمارے کام کا متکفل ہو گیا ہے۔ پس دل فتنوں کے وقت متردّد نہیں ہوتا

(حجۃ اللہ۔ روحانی خزائن جلد ۱۲، صفحہ ۲۲۱)

فارسی

آمدم بروقت چوں ابرِ بہار
بامن آمد صد نشانِ لُطفِ یار

میں ابر بہار کی طرح وقت پر آیا ہوں اور میرے ساتھ یار کی مہربانیوں کے سینکڑوں نشانات ہیں

آسماں از بہر من بارد نشاں
ہم زمیں الوقت گوید ہر زماں

آسمان میرے لئے نشان برساتا ہے اور زمین بھی ہر دم یہی کہتی ہے کہ وقت یہی ہے

ایں دو شاہد بہر من استادہ اند
باز درمن ناقصاں اُ فتادہ اند

میری تائید میں یہ دو گواہ کھڑے ہیں پھر بھی یہ بیوقوف میرے پیچھے پڑے ہوئے ہیں

ہائے ایں مردم عجب کور و کرانند
صد نشاں بینند غافل بگزرند

ہائے افسوس یہ لوگ عجب طرح کے اندھے اور بہرے ہیں سینکڑوں نشان دیکھتے ہیں پھر بھی غافل گزر جاتے ہیں

او چو برکس مہربانی مے کند
از زمینی آسمانی مے کند!

وہ خدا تو جب کسی پر مہربانی کرتا ہے تو اسے زمینی سے آسمانی بنا دیتا ہے۔

عزتش بخشدز فضل و لطف وجود
مہرو مہ را پیششش آرد در سُجود!

اپنے فضل لطف اور کرم سے اسے عزت بخشتا ہے سورج اور چاند کو اس کے سامنے سجدہ میں گراتا ہے

من نہ از خود اِدّعائے کردہ ام
امرِ حق شد اقتدائے کردہ ام

میں نے اپنے پاس سے یہ دعویٰ نہیں کیا۔ بلکہ خدا کے حکم کی پیروی کی ہے

آں خدا کایں عاجزے راچیدہ است
رحمتش در کوئے ما باریدہ است

وہ خدا جس نے اس عاجز کو منتخب کیا ہے اس کی رحمت ہماری گلی میں برسی ہے

(سراج منیر۔ روحانی خزائن جلد ۱۲ صفحہ ۹۶-۹۷)

خلافت کی ضرورت و اہمیت، مقام اور برکات

محمد اکرم ملک

سورۃ نور کی آیت ۵۶ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: تم میں سے جو لوگ ایمان لائے اور نیک اعمال بجالائے ان سے اللہ نے پختہ وعدہ کیا ہے کہ انہیں ضرور زمین میں خلیفہ بنائے گا جیسا کہ اس نے ان سے پہلے لوگوں کو خلیفہ بنایا اور ان کیلئے ان کے دین کو جو اس نے ان کے لئے پسند کیا ضرور تمکنت عطا کرے گا اور ان کی خوف کی حالت کے بعد ضرور انہیں امن کی حالت میں بدل دے گا۔ وہ میری عبادت کریں گے اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور جو اس کے بعد بھی ناشکری کرے تو یہی وہ لوگ ہیں جو نافرمان ہیں۔

اس آیت کی رو سے خدا تعالیٰ کا مومنوں اور اعمال صالح بجا لانے والوں سے حتمی وعدہ ہے کہ وہ ان میں خلافت قائم فرمائے گا اور اس کو جاری رکھے گا اور یہ خلافت اپنی ان عظیم الشان برکات کی حامل ہو گی جن کا ذکر اس آیت استخلاف میں فرمایا گیا ہے۔

لغوی طور پر خلافت کے معانی نیابت اور قائمقامی کے ہوتے ہیں اور کسی کا جانشین خلیفہ کہلاتا ہے اور روحانی طور پر نبوت کی قائمقامی کا نام خلافت ہے اور خلیفہ وہ ہوتا ہے جو اپنے انوار و برکات کے افاضہ کے لحاظ سے نبی کا جانشین اور قائمقام ہوتا ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام خلافت کے بلند مقام کو ملفوظات جلد چہارم صفحہ 383 میں یوں بیان فرماتے ہیں:

"خلیفہ کے معنے جانشین کے ہیں جو تجدید دین کرے۔ نبیوں کے زمانہ کے بعد جو تاریکی پھیل جاتی ہے اس کو دور کرنے کے واسطے جو ان کی جگہ آتے ہیں انہیں خلیفہ کہتے ہیں۔"

پھر آپ اپنی کتاب شہادۃ القرآن میں فرماتے ہیں:

"روحانی زندگی اور باطنی بینائی جو غیر مذہب والوں کو حق کی دعوت کرنے کے لئے اپنے اندر لیاقت رکھتی ہے یہی وہ چیز ہے جس کو دوسرے لفظوں میں خلافت کہتے ہیں"

(روحانی خزائن جلد ٦ صفحہ ٣٥٥)

اللہ تعالیٰ کی یہ سنت ہے کہ دنیا کی بھلائی اور لوگوں کی رشد و ہدایت کی خاطر وقتاً فوقتاً وہ انبیاء کو اس دنیا میں مبعوث فرماتا ہے اور جب تک چاہتا ہے ان کے بابرکت وجودوں کے ذریعہ لوگوں کو فیضیاب فرماتا ہے اور جب ان کا مشن تکمیل کو پہنچ جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ انہیں وفات دے دیتا ہے اور ان کی برکات و فیوض کو ان کے خلفاء کے ذریعہ ممتد فرماتا ہے۔ انبیاء اور رسولوں کے بابرکت وجود تمام دنیا کے وجودوں سے اعلیٰ وارفع ہوتے ہیں لہذا ان کی برکات کو ظلی طور پر ان کے بعد قائم رکھنے کی غرض سے اللہ تعالیٰ نے نظام خلافت کو تجویز فرمایا۔ سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

"خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو۔ اس واسطے رسول کریم نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ در حقیقت رسول کا ظل ہوتا ہے اور چونکہ کسی انسان کیلئے دائمی طور پر بقا نہیں۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اشرف و اولیٰ ہیں ظلی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے۔"

(روحانی خزائن جلد نمبر ٦ صفحہ ٣٥٣)

سیدنا و مولانا حضرت سرور کونین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ پکڑا اور فرمایا:

"جب بھی کوئی نبوت آئی، اس کے بعد خلافت قائم ہوئی۔"

(مجمع الزوائد جلد نمبر ٥ صفحہ١٨٨)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ روحانی اور دینی خلافت کا جب بھی قیام ہوا، خدا تعالیٰ نے ہمیشہ نبوت ہی کے ذریعہ فرمایا۔ ہمارے پیارے آقا صلی اللہ علیہ وسلم کا قول کہ "ما کانت نبوۃ قط الا تبعتھا خلافۃ" اس پر شاہد ہے۔

(کنز العمال جلد نمبر ١١ صفحہ ٢٥٩)

یعنی نبوت کے بعد ہی خلافت کا قیام ہوا۔ جیسے حضرت موسیٰؑ کے بعد یوشع بن نون، حضرت عیسیٰؑ کے بعد پطرس اور آنحضرت ﷺ کے بعد حضرت ابو بکرؓ کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوت کا سلسلہ جاری ہوا۔

پھر ایک دائمی خلافت کے قیام کی بشارت حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے ہمیں عطا فرمائی: حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا تم میں نبوۃ قائم رہے گی جب تک اللہ تعالیٰ چاہے گا پھر وہ اس کو اٹھا لے گا اور قدرت ثانیہ کے رنگ میں خلافت راشدہ قائم ہو گی پھر اللہ تعالیٰ جب چاہے گا اس نعمت کو بھی اٹھا لے گا پھر اس کی تقدیر کے مطابق کوتاہ اندیش بادشاہت قائم ہو گی جس سے لوگ دل گرفتہ ہوں گے اور تنگی محسوس کریں گے جب یہ دور ختم ہو گا تو اس کی دوسری تقدیر کے مطابق ظالمانہ بادشاہت قائم ہو گی۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کا رحم جوش میں آئے گا اور اس ظلم و ستم کے دور کو ختم کر دیگا۔ پھر خلافت علی منہاج النبوۃ قائم ہو گی۔ یہ فرما کر آپ خاموش ہو گئے۔

(مسند احمد بحوالہ مشکوۃ باب الانذار والتحذیر)

اللہ تعالیٰ نے اسلام کے کامل غلبہ کے لئے اپنے وعدوں کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اور اپنے فضل و کرم سے یہ خلافت علیٰ منہاج النبوۃ بھی قائم فرمائی جو الٰہی بشارتوں کے مطابق دائمی ہے اور ہم خوش قسمت ہیں کہ یہ مبارک دور ہمیں نصیب ہوا۔ الحمد للہ علیٰ ذلک۔

خلیفہ چونکہ نبی کا ظل ہوتا ہے اس لئے اس کا مقام بھی بہت اعلیٰ وارفع ہوتا ہے۔ دراصل خلیفہ نبوت اور عوام کے درمیان ایک کڑی ہوتا ہے۔ اگر اس کی مثال انسانی جسم کی لی جائے تو خلیفہ سر کی حیثیت رکھتا ہے جس طرح انسان سر

کے بغیر زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح روحانی نظام خلیفہ کے وجود کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا۔ خلیفہ ایک روشن ستارہ کی مانند ہوتا ہے جس سے نور کی شعاعیں نکلتی ہیں۔ زمین پر توحید اور وحدت کے قیام کا کام خلیفہ کے بغیر ممکن نہیں ہے۔ نبیوں کے بعد فرشتوں کا نزول خلفاء کے ذریعہ ہوتا ہے۔ اشاعت قرآن اور اشاعت اسلام کا کام خلیفہ ہی کے ذریعہ سرانجام پاسکتا ہے۔ مومنوں کی شیرازہ بندی، ایک مرکز اور ایک ہاتھ پر ان کو جمع رکھنے کے لئے ایک مضبوط اور الٰہی تائید یافتہ ہاتھ کی ضرورت ہوتی ہے اور وہ صرف خلیفہ کا ہی ہاتھ ہوتا ہے کیونکہ خلیفہ خدا بناتا ہے اور ہمیشہ اس کے ہاتھ مضبوط فرماتا رہتا ہے۔

مسلمانوں نے باوجود اس کے کہ وہ خلیفہ کے مستحق نہ تھے، کوشش کی اور اب بھی خلافت کے قیام کی تحریکات اٹھتی رہتی ہیں کہ کسی نہ کسی کو خلیفہ بنالیا جائے مگر ہر دفعہ انہیں ناکامی و نامرادی کا منہ دیکھنا پڑا۔ وہ اس میں نہ کامیاب ہوئے اور نہ ہی خدا تعالیٰ انہیں کامیاب کرے گا کیونکہ یہ اسی ذات باری کا کام ہے کہ جسے چاہے تخت خلافت پر اپنے فضل سے متمکن فرمائے۔

ذرا چوہدری رحمت علی صاحب یکے از داعیان تحریک خلافت کی حسرت ملاحظہ فرمائیں:

> "نفاذ و غلبہ اسلام اور وجود و قیام خلافت لازم و ملزوم ہیں۔ بالفاظ دیگر جیسے دن سورج کا محتاج ہے اور بغیر اندھیرے کے رات کا تصور ممکن نہیں ہے اسی طرح خلافت معرض وجود میں ہو گی تو اسلام کا نفاذ و غلبہ ممکن ہو گا ورنہ
>
> این خیال است و محال است و جنون
>
> نیز تاریخ مزید ثبوت مہیا کرتی ہے کہ جب خلافت اپنے عروج پر تھی، اسلام کا بھی وہی سنہری دور تھا۔ جونہی خلافت کا آفتاب مہتاب دھندلانے لگا ٹھیک اسی وقت اسلام والوں کا سورج نصف النہار سے نیچے لڑھکنے لگا۔ خلافت قائم تھی تو مرکزیت حاصل تھی خلافت گئی تو انتشار و طوائف الملوکی نے ڈیرے آجمائے۔ خلافت تھی تو جملہ ذرائع و وسائل مجتمع تھے۔ خلافت عنقاء ہوئی تو وسائل و ذرائع کی فراوانی بھی بے معنی و بے اثر ہو کر رہ گئی"

(خلافت ہمارے جملہ مسائل کا حل از رحمت علی چوھدری دارالسلام، اچھرہ، بحوالہ ھفت روزہ بدر قادیان ۲۷/ ۲۰ مئی ۲۰۰۳ء)

ہمارے پیارے امام اور محبوب آقا سیدنا طاہرؒ نے اس درد، دکھ اور حسرت کا حتمی، یقینی اور تیر بہدف نسخہ یہ عطا فرمایا تھا:

> "پس واپس لوٹو اور خدا کی قائم کردہ سیادت سے اپنا تعلق باندھو۔ خدا کی قائم کردہ قیادت کے انکار کے بعد تمہارے لئے کوئی امن اور فلاح کی راہ باقی نہیں۔ اس لئے دکھوں کا زمانہ لمبا ہو گیا۔ واپس آؤ۔ توبہ و استغفار سے کام لو۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں۔ خواہ معاملات کتنے بھی بگڑ چکے ہوں اگر آج تم خدا کی قائم کردہ قیادت کے سامنے سر تسلیم خم کر لو تو نہ صرف یہ کہ دنیا کے لحاظ سے تم ایک عظیم طاقت کے طور پر ابھرو گے بلکہ تمام دنیا میں اسلام کے غلبہ نو کی ایسی عظیم تحریک چلے گی کہ دنیا کی کوئی طاقت اس کا مقابلہ نہیں کر سکے گی اور وہ بات جو صدیوں تک پھیلی ہوئی دکھائی دے رہی ہے۔ وہ دہاکوں کی بات بن جائے گی۔ سالوں کی بات بن جائے گی۔ اگر تم شامل ہو یا نہ ہو۔ جماعت احمدیہ بہر حال تن من دھن کی بازی لگاتے ہوئے جس طرح پہلے اس راہ میں قربانیاں پیش کرتی رہی ہے، آج بھی کر رہی ہے کل بھی کرتی چلی جائے گی اور آخری فتح کا سہرا پھر صرف جماعت احمدیہ کے سر لکھا جائے گا۔ پس آؤ اور اس مبارک تاریخی سعادت میں تم بھی شامل ہو جاؤ۔"

(خطبہ جمعہ ۱۳/ اگست ۱۹۹۰ء)

جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ خلافت نبوت کا ظل ہوتا ہے اور وہ انوار و فیوض اور برکات جو نبوت کے ساتھ وابستہ ہیں وہ ظلی طور پر خلافت میں بھی پائی جاتی ہیں۔ فرق صرف یہ ہے کہ نبوت کا تاج خود خدا تعالیٰ براہ راست اپنے مرسل کے سر پر سرفراز فرماتا ہے، اور خلافت کا چناؤ بے شک وہ خود فرماتا ہے مگر مومنوں کو ان کے ایمان اور اعمال صالح بجالانے کی ایک طرح کی جزا کے طور پر یہ اعزاز بخشتا ہے کہ وہ تاج خلافت کو اس کے چنیدہ بندے کے سر پر تمام مومنین کی نمائندگی میں رکھیں تو اس لحاظ سے برکات خلافت کی بے شمار برکات میں سے پہلی برکت تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مومنوں کو یہ اعزاز عطا فرماتا ہے کہ تاج خلافت اس کے منظور شدہ اور منتخب شدہ خلیفہ کے سر پر رکھیں۔

خلافت کی دوسری برکت یہ ہے کہ جن مومنوں کی جماعت میں خلافت قائم ہو گی۔ یہ انعام اس بات کا ثبوت ہو گا کہ وہ جماعت مومنین اور اعمال صالح بجا لانے والی ہے۔ اس جماعت کو کسی بھی دوسرے فرقہ یا گورنمنٹ کے سرٹیفکیٹ کی ہرگز ضرورت نہیں کہ وہ مسلمان اور مومن ہیں یا کہ نہیں۔ سب سے بڑا سرٹیفکیٹ خود خداوند کریم اپنی فعلی شہادت سے عطا فرمادیتا ہے۔ جیسا کہ آیت استخلاف کے آغاز میں وعدہ فرمایا گیا ہے۔

پھر خلافت کی ایک عظیم الشان برکت اس آیت کریمہ میں جو بیان فرمائی گئی ہے وہ تمکنت دین ہے۔ دین کی تمکنت اور خلافت لازم و ملزوم ہیں۔ قرون اولیٰ میں بھی یہی ہوا اور آج ہم عینی شاہد ہیں کہ اللہ تعالیٰ کس طرح خلافت کی برکت سے اشاعت اسلام اور اشاعت قرآن فرما رہا ہے، دنیا کی حکومتیں وہ کام نہیں کر سکیں جو خلافت کے سایہ اور اس کی برکت سے ایک چھوٹی سی جماعت نے خدا تعالیٰ کے سہارے اور مدد سے اپنی بے مثال قربانیوں کی بدولت سرانجام دینے کی توفیق پائی۔ دنیا کے کونہ کونہ میں مبلغین کا بھجوانا، مساجد کا قیام، ہسپتالوں اور سکولوں کا قیام اور پھر دنیا کی مختلف ۵۲ زبانوں میں ترجمۃ القرآن کی اشاعت، ۱۱۸ مختلف زبانوں میں منتخب آیات قرآنیہ کا ترجمہ، یکصد زبانوں میں منتخب احادیث کا ترجمہ، اور دنیا کے مختلف ممالک میں پریس کا قیام اور MTA کا وجود یہ ایسے اور ہیں جو محض خلافت ہی کی برکات سے جماعت احمدیہ سرانجام دے پائی ہے، یہ نہ تو کسی حکومت کے بس میں تھا، نہ کوئی انجمن یا امارت یہ عظیم الشان کارہائے نمایاں سرانجام دے سکتی تھی اور باوجود ہزارہا خواہشات کے انجام نہ دے سکی۔

تمکنت دین کے بعد خلافت کی ایک عظیم برکت یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ خلافت کے ذریعہ مومنوں کے خوف کی حالت کو امن میں تبدیل فرمادیتا ہے۔

پھر ایک عظیم برکت یعبد وننی کہ خلیفہ راشد کے توسط سے مومن خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد بن جاتے ہیں۔ صرف اور صرف خدا تعالیٰ کے بندے اور اسی کے عبادت گذار بن جاتے ہیں۔ برکات خلافت میں سے ایک یہ برکت بھی بے نظیر ہے کہ خلیفہ روح القدس کی مدد سے مومنوں کو مصنوعی خداؤں سے نجات بخشتا اور خدائے واحد و یگانہ کے آستانہ پر لا کھڑا کرتا ہے۔ پھر خلافت کی ایک برکت یہ بھی ہے کہ خدا تعالیٰ مومن اور فاسق میں مابہ الامتیاز دکھادیتا ہے جیسا کہ فرمایاو من کفر بعد ذلك فاولئك هم الفاسقون۔ پھر خدا تعالیٰ کا خلیفہ حبل اللہ ہوتا ہے اور جس طرح آسمانی توحید کو قائم فرماتا ہے اسی طرح زمینی وحدت کی بھی ضمانت ہوتا ہے۔ پھر جبکہ وہ حبل اللہ ہوتا ہے تو خدا تعالیٰ دوسرے لوگوں کی نسبت اس کی دعاؤں کو زیادہ شرف قبولیت بخشتا ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ جب کسی کو منصب خلافت پر سرفراز فرماتا ہے تو اس کی دعاؤں کی قبولیت بڑھادیتا ہے کیونکہ اگر اس کی دعائیں قبول نہ ہوں تو پھر اس کے اپنے انتخاب کی ہتک ہوتی ہے...... میں جو دعا کروں گا وہ انشاء اللہ فرداً فرداً ہر شخص کی دعا سے زیادہ طاقت رکھے گی"۔

(انوار العلوم جلد نمبر ۲ صفحہ ٤٧)

برکات خلافت میں سے ایک یہ بھی ہے کہ خلیفہ کے ذریعہ مشاورت کا ادارہ استحکام پاتا ہے اور مومنین کے دماغوں کو جلا بخشی جاتی ہے۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:

"میرا مذہب ہے لا خلافة الا بالمشورة" خلافت جائز ہی نہیں جب تک اس میں شوریٰ نہ ہو" انوار العلوم جلد نمبر ۲ صفحہ ۲۵ نیز فرمایا "پھر مشورہ سے یہ بھی غرض ہے کہ تمہاری دماغی طاقتیں ضائع نہ ہوں بلکہ قومی کاموں میں مل کر غور کرنے اور سوچنے اور کام کرنے کی طاقت تم میں پیدا ہو...... اگر خلیفہ لوگوں سے مشورہ ہی نہ لے تو نتیجہ یہ نکلے کہ قوم میں کوئی دانا انسان ہی نہ رہے"۔ (انوار العلوم جلد نمبر ۲ صفحہ ٦٠)

برکات خلافت میں ایک برکت یہ بھی ہے کہ مومنوں کو اللہ تعالیٰ کے مقرر فرمودہ خلیفہ کے ہر حکم کے آگے سر تسلیم خم کر کے اطاعت و تابعداری کے عظیم ثواب کا وارث بنادیتا ہے۔ لاریب آج سطح زمین پر جماعت احمدیہ ہی وہ واحد جماعت ہے جس کا ایک واجب التسلیم خدا تعالیٰ کا قائم کردہ خلیفہ موجود ہے اور اس کی اطاعت و تابعداری ہمارے لئے عین ایمان اور باعث سعادت ہے۔ آپ دیکھ لیں کہ پورے شہر یا ملک کے علماء مل کر بھی کسی ایک شہر کی ایک گلی کی ایک برائی بھی نہیں مٹا سکتے مگر جماعت احمدیہ کی تربیت اللہ تعالیٰ کے فضل سے خلفاء احمدیت نے ایسے مبارک انداز میں فرمائی ہے کہ ان کی زبان مبارک سے نکلا ہوا ہر ہر لفظ اور ارشاد سن کر اس پر عمل کرنے کو ہم عین سعادت پاتے ہیں اور ہر ہر لفظ پر مومنین لبیک لبیک یا امیر المومنین کی صدا بلند کرتے ہیں کیونکہ سیدنا حضرت المصلح الموعودؓ نے ہمیں یہ درس دیا تھا کہ

"ایمان نام ہے اس بات کا کہ خدا تعالیٰ کے قائم کردہ نمائندہ کی زبان سے جو بھی آواز بلند ہو اس کی اطاعت اور فرمانبرداری کی جائے...... ہزار دفعہ کوئی شخص کہے کہ میں مسیح موعود پر ایمان لاتا ہوں۔ ہزار دفعہ کوئی کہے کہ میں احمدیت پر ایمان رکھتا ہوں خدا کے حضور اس کے ان دعووں کی کوئی قیمت نہیں ہو گی جب تک وہ اس شخص کے ہاتھ میں اپنا ہاتھ نہیں دیتا جس کے ذریعہ خدا اس زمانہ میں اسلام قائم کرنا چاہتا ہے۔ جب تک جماعت کا ہر شخص ......اس کی اطاعت میں اپنی زندگی کا ہر لمحہ بسر نہیں کرتا اس وقت تک کسی قسم کی فضیلت اور بڑائی کا حقدار نہیں ہو سکتا۔"

(الفضل ١٥ نومبر ١٩٦٤ء صفحہ ٦)

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمیشہ اس حبل اللہ سے چمٹے رہنے اور اس کے فیوض و برکات سے افاضہ کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

حرف آخر کے طور پر سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ایک پُر معارف پیغام سے ایک اقتباس پیش ہے:

"قدرت ثانیہ خدا کی طرف سے ایک بڑا انعام ہے جس کا مقصد قوم کو متحد کرنا اور تفرقہ سے محفوظ رکھنا ہے۔ یہ وہ لڑی ہے جس میں جماعت موتیوں کی مانند پروئی ہوئی ہے۔ اگر موتی بکھرے ہوں تو نہ محفوظ ہوتے ہیں اور نہ ہی خوبصورت معلوم ہوتے ہیں۔ اگر قدرت ثانیہ نہ ہو تو دین حق کبھی ترقی نہیں کر سکتا۔ پس اس قدرت کے ساتھ کامل اخلاص اور محبت اور وفا اور عقیدت کا تعلق رکھیں اور خلافت کی اطاعت کے جذبہ کو دائمی بنائیں اور اس کے ساتھ محبت کے جذبہ کو اس قدر بڑھائیں کہ اس محبت کے بالمقابل دوسرے تمام رشتے کمتر نظر آئیں۔ امام سے وابستگی میں ہی سب برکتیں ہیں اور وہی آپ کے لئے ہر قسم کے فتنوں اور ابتلاؤں کے مقابلہ کے لئے ایک ڈھال ہے۔ چنانچہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی المصلح الموعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں "جس طرح وہی شاخ پھل لا سکتی ہے جو درخت کے ساتھ ہو، وہ کٹی ہوئی شاخ پھل پیدا نہیں کر سکتی جو درخت سے جدا ہو۔ اس طرح وہی شخص سلسلہ کا مفید کام کر سکتا ہے جو اپنے آپ کو امام سے وابستہ رکھتا ہے۔ اگر کوئی شخص امام کے ساتھ وابستہ نہ رکھے تو خواہ وہ دنیا بھر کے علوم جانتا ہو وہ اتنا بھی کام نہیں کر سکے گا جتنا بکری کا بکروٹا"

پس اگر آپ نے ترقی کرنی ہے اور دنیا پر غالب آنا ہے تو میری آپ کو یہی نصیحت ہے اور میرا یہی پیغام ہے کہ آپ خلافت سے وابستہ ہو جائیں۔ اس حبل اللہ کو مضبوطی سے تھامے رکھیں۔ ہماری ساری ترقیات کا دارومدار خلافت سے وابستگی میں پنہاں ہے۔ اللہ آپ سب کا حامی و ناصر ہو اور آپ کو خلافت احمدیہ سے کامل وفا اور وابستگی کی توفیق عطا فرمائے"

(پیغام ۱۱ر مئی ۲۰۰۳ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل لندن)

اَللّٰهُمَّ اَيِّدْ اِمَامَنَا بِرُوْحِ الْقُدُسْ وَ مَتِّعْنَا بِطُوْلِ حَيَاتِهٖ وَ بَارِكْ لَنَا فِي عُمْرِهٖ وَاَمْرِهٖ۔ آمین۔

خلفائے راشدین کی سیرت و سوانح

مبارک احمد بسرا

اللہ تعالیٰ کی طرف سے حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر کسی خاص حکمت کے تحت یہ انکشاف کیا گیا کہ آپؐ کے بعد خلافت راشدہ کا سلسلہ صرف تیس برس تک چلے گا "والخلافة ثلاثون سنة"

(مشکوة کتاب الفتن)

آپؐ نے ان مشکلات اور تکالیف کا بھی ذکر فرمایا جن سے بعض خلفاء کو واسطہ پڑنا تھا اور پھر ایک موقع پر اپنے خلفاء کے لئے ان الفاظ میں دعا کی: "اللّٰھم ارحم خلفائی الذین یاتون من بعدی الذین یروون احادیثی وسنّتی ویعلمونھا النّاس"

(الجامع الصغیر للسیوطیؒ)

اے میرے خدا میرے خلفاء پر رحم کر جو میرے بعد آئیں گے اور میری باتیں اور میری سنت دنیا کے سامنے بیان کریں گے اور میری باتیں اور میری سنت ہی دنیا کو سکھائیں گے۔

دوسری طرف آپؐ نے امت کو نصیحت فرمائی کہ "علیکم بسنّتی وسنّة الخلفاء المھدییّن" یعنی اے مسلمانو! تم پر تمام دینی امور میں میری سنت پر عمل کرنا اور میرے بعد میرے خلفاء کے زمانہ میں ان کی سنت پر عمل کرنا بھی واجب ہوگا کیونکہ وہ خدا کی طرف سے ہدایت یافتہ ہونگے۔

آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد آپ کے جو چار عظیم المرتبت صحابہ رضی اللہ عنہم تخت خلافت پر متمکن ہوئے ان کی مختصر سیرت و سوانح درج ذیل ہے۔

حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ

آپؓ کی پیدائش اندازاً 573 یعنی آنحضرت ﷺ کی ولادت باسعادت سے دو سال بعد ہے۔ بچپن سے ہی آپ کا آنحضرت ﷺ سے قربت کا تعلق تھا۔ آپ ایک کامیاب تاجر تھے۔ آپؓ شام کے تجارتی سفر سے واپس آرہے تھے کہ آپ کو بتایا گیا کہ آپ کے دوست نے نبوت کا دعویٰ کیا ہے تو آپ نے سنتے ہی تصدیق کی۔ پھر مکہ پہنچتے ہی نہ کوئی دلیل مانگی اور نہ کوئی نشان بلکہ آنحضرت ﷺ سے عرض کیا کہ آپ گواہ رہیں کہ میں آپ کا پہلا مصدق ہوں یہی وجہ ہے کہ آپ کو "صدیق" کا لقب ملا۔

تبلیغ کے وقت اکثر آپؓ آنحضرت ﷺ کے ساتھ ہوتے۔ حضرت عثمانؓ سمیت بہت سے جلیل القدر صحابہ آپؓ کے اثر سے مکہ میں مسلمان ہوئے۔ آپ نے کفار مکہ سے ان مسلمان غلاموں کو خرید کر آزاد کر دیا جن کو وہ تکالیف پہنچا رہے تھے۔ ہجرتِ مکہ کے وقت آپ کو آنحضرت ﷺ کی رفاقت نصیب ہوئی۔ ہر غزوہ میں شامل ہوئے۔ ساری عمر اپنا مال و دولت اسلام اور مسلمانوں کیلئے نچھاور کرتے رہے۔ غزوہ موتہ کے موقع پر اپنا سب کچھ آنحضرت ﷺ کے قدموں میں لا ڈالا۔ اور عرض کیا کہ گھر میں صرف اللہ اور اس کے رسول کا نام چھوڑ آیا ہوں۔ آپؓ کی لختِ جگر یعنی حضرت عائشہؓ کو آنحضرت ﷺ کی زوجیت نصیب ہوئی۔ آپؓ کاتبِ وحی تھے نیز عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔ جب قرآنی آیت الیوم اکملت لکم دینکم (5:4) نازل ہوئی تو آپؓ نے خداداد فراست کی وجہ سے جان لیا کہ آنحضرت ﷺ کی رحلت قریب ہے۔ چنانچہ آپؓ بہت روئے۔ وفات سے قبل آنحضرت ﷺ نے حکم دیا کہ مسجد کی تمام کھڑکیاں بند کر دی جائیں سوائے ابو بکر کی کھڑکی کے۔ اپنی آخری بیماری میں آنحضرت ﷺ نے ابو بکرؓ کو ہی مسلمانوں کی امامت کرنے کا ارشاد فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کی وفات پر صحابہ کا مارے غم کے قدرتی طور پر براحال تھا۔ حتیٰ کہ حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر اور صاحبِ فہم صحابی آنحضرت ﷺ کو فوت شدہ جاننے والوں کے خلاف ننگی تلوار لیکر کھڑے ہوگئے۔ اس نازک وقت میں حضرت ابو بکرؓ نے تمام حاضر لوگوں کو مخاطب کر کے یہ آیت پڑھی "وما محمدٌ الّا رسول" (3:145)۔ چنانچہ اس موقع پر تمام صحابہ نے عملاً اجماع کیا کہ آنحضرت ﷺ سمیت تمام سابقہ انبیاء وفات پا چکے ہیں۔

دورِ خلافت کے کارنامے:-

آنحضرت ﷺ کے اس دارِ فانی سے کوچ کرنے کی دیر تھی کہ مسیلمہ کذاب، طلیحہ اور اسود عنسی جیسے جھوٹے مدعیان نبوت نے سیاسی اور مالی اغراض کے پیشِ نظر بغاوت کر دی جس کے نتیجہ میں عرب کے طول و عرض میں مسلح بغاوت پھیل گئی اور اکثر قبائل نے زکوٰۃ کے دینے سے انکار کر دیا۔ ان سنگین حالات میں صحابہ کے اصرار کے باوجود آپؓ نے لشکرِ اسامہ کو شام کی طرف کوچ کا حکم دیا جہاں سے یہ فتح و کامرانی کے ساتھ لوٹا۔ اس کے بعد عرب قبائل اور جھوٹے مدعیان نبوت کی بغاوت کو کچلا اور منکرین زکوٰۃ سے پوری پوری زکوٰۃ وصول کی۔ یہ فتنے ختم ہوئے تو فارس اور روم کی عظیم سلطنتوں کے ساتھ جنگ شروع ہوگئی۔ جس کے نتیجے میں اللہ تعالیٰ نے کئی فتوحات عطاء فرمائیں۔ آپ کے دورِ خلافت میں جمع قرآن کا عظیم کام بھی ہوا۔

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ

آپؓ کی پیدائش قریباً 582 یعنی آنحضرت ﷺ کی ولادت سے اندازاً 12 برس بعد کی ہے۔ پیشہ کے لحاظ سے آپؓ تاجر تھے۔ اسلام قبول کرنے سے پہلے یہ اسلام کے شدید دشمن تھے۔ ایک موقع پر آنحضرت ﷺ نے دعا کی

تھی: "اللھم اعز الاسلام بعمربن الخطاب او بعمرو بن ھشام" یعنی "الٰہی اسلام کو عمر بن خطاب یا عمرو بن ہشام کے ذریعے عزت دے"۔

(نھج البلد غو لابن ابی الحدید)

حضرت عمر بن خطابؓ کے حق میں آپ ﷺ کی یہ دعا معجزانہ رنگ میں قبول ہوئی۔ ایک مرتبہ آنحضرت ﷺ کے قتل کا پروگرام بنا جس میں آپؓ بھی شامل تھے۔ ایک روز آپؓ اس ناپاک منصوبہ کی تکمیل کے لئے نکلے۔ رستہ میں معلوم ہوا کہ آپ کی بہن اور بہنوئی مسلمان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ پہلے ان کی خبر لینے کی ٹھانی لیکن قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا چنانچہ اسلام کی سچائی نے آپ کو زیر نگیں کر لیا۔ جس روز آپؓ نے اسلام قبول کیا اس روز سے مسلمانوں نے دار ارقم کی بجائے خانہ کعبہ میں نماز باجماعت شروع کی۔ الغرض آپ کے وجود سے مسلمانوں کو بڑی قوت ملی۔ ہر غزوہ میں آنحضرت ﷺ کے ساتھ رہے۔ غزوہ موتہ کے موقع پر اپنے گھر کا نصف اثاثہ آنحضرت ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپؓ بھی کاتبانِ وحی اور عشرہ مبشرہ میں شامل تھے۔

عہدِ خلافت کے کارنامے:-

آپ کا سنہری دور خلافت اسلامی فتوحات سے بھرپور ہے۔ جبکہ عراق، ایران، شام، فلسطین اور مصر تک کے علاقے خلافت اسلامیہ کے زیر نگیں آگئے۔ نہ صرف یہ بلکہ ان ممالک کی اکثریت کے دلوں میں اسلام کی خوبصورت تعلیم نیز اسلامی رواداری اور مساوات نے گھر کر لیا۔ جنگ خندق کی پر آشوب گھڑیوں میں آنحضرت ﷺ نے قیصر و کسریٰ کے خزانوں کی جو کنجیاں عالم کشف میں دیکھیں تھیں یہ کشف آپ کے عہد میں پورا ہوا۔ آپ کے عہد مبارک میں آنحضرت ﷺ کی سراقہ بن مالک کے حق میں یہ پیشگوئی بھی پوری ہوئی کہ "سراقہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہو گی جب تمہارے ہاتھوں میں کسریٰ (Chosroes) کے سونے کے کنگن ہوں گے"۔ انہی فتوحات میں یزدگرد کی بیٹی شہر بانو مالِ غنیمت میں آئیں جن کو حضرت عمرؓ نے حضرت امام حسنؑ کے حرم میں دے دیا جس سے سادات کے آئندہ خاندان کی بنیاد پڑی۔

آپ کے دورہ خلافت میں مجلسِ شوریٰ قائم کی گئی۔ مفتوح علاقوں کو صوبوں اور ضلعوں میں تقسیم کیا گیا اور مردم شماری کروائی۔ زرعی زمینوں کا بندوبست کیا۔ افتاء، پولیس، عدالت اور احتساب کے محکمے قائم کئے۔ بیت المال کے لئے بہت بڑی عمارت بنوائی اور ہر قسم کی آمد و خرچ کے حساب کتاب کا احسن انتظام کیا۔ بصریٰ، کوفہ، موصل اور خطاط جیسے شہر بسائے۔ اور کئی مسجدیں اور نہریں بنوائیں۔ باقاعدہ فوج کا زبردست انتظام کیا۔ آپؓ نے اسلامی ہجرہ کیلنڈر کا اجراء بھی فرمایا۔

حضرت عمرؓ بلا تفریق اپنی رعایا کی ضروریات اور خوشحالی کا ذاتی طور پر خیال رکھتے۔ اس غرض سے راتوں کو گشت کر کے لوگوں کے حالات معلوم کرتے۔ ایک رات گشت کے دوران ایک خاندان کو بھوکا پایا تو فوری طور پر بیت المال سے سامان ضرورت لا کر ان کو دیا۔ آپؓ کے خادم نے وہ بوجھ اٹھانا چاہا تو اس کو یہ کہہ کر منع کر دیا کہ قیامت کے روز میرا بوجھ کون اٹھائے گا۔

حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ واقعہ فیل کے چھ برس بعد پیدا ہوئے۔ آپؓ ایک مشہور تاجر تھے۔ اسلام قبول کرنے والے مردوں میں آپ کا نمبر چوتھا تھا۔ آپؓ کے چچا نے آپؓ کو بہت تکالیف دیں۔ چنانچہ آپؓ نے پہلے حبشہ اور پھر مدینہ کی طرف ہجرت اختیار کی۔

آنحضرت ﷺ کے نزدیک آپؓ کا خاص مقام تھا۔ سو آپؓ کو آپ ﷺ کی دامادی کا دو بار شرف حاصل ہوا۔ پہلے حضور کی منجھلی صاحبزادی حضرت رقیہؓ سے آپؓ کا عقد ہوا۔ وہ فوت ہوئیں تو حضور ﷺ نے اپنی دوسری صاحبزادی حضرت امّ کلثومؓ سے آپ کی شادی کر دی۔ اس نسبت سے آپؓ ذوالنورین (دو نوروں والے) کے لقب سے مشہور ہوئے۔

غزوہ بدر کو چھوڑ کر باقی تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ صلح حدیبیہ سے قبل آنحضرتؐ نے آپؓ کو مکہ والوں سے گفتگو کے لئے اپنا سفیر بنا کر بھیجا۔ وہاں سے واپسی میں دیر ہو گئی تو مسلمانوں میں آپؓ کی شہادت کی خبر مشہور ہو گئی۔ جس پر آنحضرت ﷺ نے ایک درخت کے نیچے تمام صحابہ سے بیعت رضوان لی اور اس موقع پر اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے ہاتھ پر رکھ حضرت عثمانؓ کی طرف سے بیعت لی۔

جب غزوہ تبوک پیش آیا تو آپؓ نے چھ سو اونٹ مع ساز و سامان اور ایک ہزار دینا حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کیا۔ جس پر آنحضرتؐ نے دوبار فرمایا "کہ آج کے بعد عثمان کا کوئی کام انہیں نقصان نہیں پہنچائے گا"۔ آپؓ آنحضرت ﷺ کے کاتب وحی اور عشرہ مبشرہ میں سے تھے۔

عہد خلافت کے کارنامے:-

آپؓ کے دور خلافت میں اسلامی حکومت کی سرحدیں اور زیادہ وسیع ہو گئی۔ یزدگرد شاہ ایران مارا گیا۔ اور خراسان، سیستان، افغانستان اور خوارزم سے لے کر سندھ تک مسلمانوں کا قبضہ ہو گیا۔ شمالی افریقہ کے علاقوں میں سے طرابلس، تونس، مراکش اور الجزائر وغیرہ فتح ہوئے اور مسلمان یورپ کی سرحدوں تک پہنچ گئے۔ اس زمانہ میں حضرت امیر معاویہؓ نے ایسا زبردست بحری بیڑہ تیار کیا کہ قیصر روم کے پانسو جہازوں کے بیڑے کو شکست اٹھانا پڑی۔ حضرت عثمانؓ نے بھی بہت سے رفاہِ عام کے کام کئے۔ پل اور سڑکیں بنوائیں، مسافر خانے تعمیر کروائے، مسجد نبوی کی توسیع کی اور سب سے بڑھ کر یہ کہ آپؓ نے حضرت ابو بکرؓ کے جمع شدہ قرآنی مستند نقلیں تمام صوبوں اور ملکوں کو بھیج دیں۔ اور دوسرے غیر مستند قرآنی نسخے تلف کرا دیئے۔

آنحضرت ﷺ نے حضرت عثمانؓ کو وصیت فرمائی تھی:

"یعنی اے عثمان! خدا تجھے ایک قمیص پہنائے گا مگر بعض منافق لوگ اسے اتارنا چاہیں گے لیکن تم اسے ہرگز نہ اتارنا"۔ (ترمذی)

چنانچہ جب منافقین نے ایک عیار یہودی عبداللہ بن سبا کی قیادت میں حضرت عثمانؓ سے مسندِ خلافت سے دستبردار ہونے کا مطالبہ کیا تو آپؓ نے شہادت قبول فرمالی لیکن خدائی قمیص یعنی خلافت سے دستبردار ہونا قبول نہ فرمایا۔

حضرت علی کرم اللہ وجہہ

آپ آنحضرت ﷺ کے چچا ابو طالب کے بیٹے تھے۔ بعثت نبوی ﷺ سے قریب دس برس پہلے پیدا ہوئے۔ آپؓ نے دس سال کی عمر میں بچوں میں سب سے پہلے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت ﷺ نے جب مکہ سے مدینہ ہجرت فرمائی تو اس پر آشوب رات کو حضرت علیؓ کو ہی اپنے بستر مبارک پر لیٹنے کا فرمایا۔ آنحضرت ﷺ کے حکم کی تعمیل میں بعد ازاں چند روز مکہ میں رہے۔ لوگوں کی امانتیں ان کے سپرد کیں اور خود بھی مدینہ چلے گئے۔

ہجرت کے دوسرے سال آپؓ کو آنحضرت ﷺ کی دامادی کا فخر حاصل ہوا۔ حضور ﷺ کی پیاری اور چہیتی صاحبزادی حضرت فاطمۃ الزہرہؓ آپؓ کے ساتھ بیاہی گئیں۔ جن کے بطن مبارک سے حضرت حسنؓ اور حضرت حسینؓ جیسے پاک وجود پیدا ہوئے۔

حضرت علیؓ قریباً تمام غزوات میں شامل ہوئے۔ غزوہ خیبر کے دوران باوجود ہر قسم کی کوشش کے کامیابی نظر نہیں آرہی تھی۔ ایک روز خدا نے پیغمبر خدا ﷺ کو بتایا کہ خیبر علی کے ہاتھوں فتح ہوگا۔ چنانچہ اگلی صبح آنحضرت ﷺ نے فرمایا "کہ آج میں اسلام کا سیاہ پرچم اس کو تھماؤں گا جو کہ خدا، اس کے رسول اور تمام مسلمانوں کو پیارا اور عزیز ہے، یہ خدائی تقدیر ٹھہری ہے کہ فتح خیبر اس کے ہاتھوں ہو"۔ اس کے بعد آنحضرت ﷺ نے آپ یعنی حضرت علیؓ کو بلوا بھیجا اور اسلام کا پرچم آپؓ کے سپرد فرمایا۔ چنانچہ اس شام تک خیبر آپؓ کی قیادت میں فتح ہوگیا اور آپؓ "فاتح خیبر کہلائے"۔

جب آنحضرت ﷺ غزوہ تبوک پر گئے تو آپ ﷺ نے حضرت علیؓ کو اپنے بعد اپنا نائب مقرر کیا اور فرمایا:-

"اے علی! کیا تم خوش نہیں کہ تو مجھے ایسے ہی ہے جس طرح موسیٰؑ کو ہارون تھے مگر فرق صرف یہ ہے کہ تم نبی نہیں ہو"۔

آپ کاتب وحی اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔ آپؓ آنحضرت کے فرامین (سکریٹری) بھی تھے۔ چنانچہ حدیبیہ کا مشہور صلح نامہ آپؓ نے ہی تحریر فرمایا۔

عہدِ خلافت:-

حضرت عثمانؓ کی المناک شہادت کے بعد لوگ آپؓ کی خدمت میں بیعت کے لئے حاضر ہوئے تو آپؓ نے انکار کیا اور فرمایا "میرے علاوہ کسی اور کو خلافت کا بوجھ اٹھانے کے لئے تلاش کرو۔ میں امیر کی بجائے وزیر کی حیثیت سے خدمتِ اسلام کرنا زیادہ پسند کرتا ہوں"۔ لیکن بالآخر لوگوں کے اصرار پر یہ بار امانت آپ کو مجبوراً اٹھانا پڑا۔

حضرت علیؓ کا عرصہ خلافت قریباً چار سال اور سات ماہ بنتا ہے۔ لیکن قریباً یہ سارا وقت اندرونی فتنوں سے نبرد آزمائی میں گزرا اور بالآخر آپؓ مقامِ خلافت کی عزت و ناموس کی حفاظت کرتے ہوئے 27/رمضان المبارک 40ھ (4/فروری 666) کو شہید ہوگئے۔

رپورٹ یوم تبلیغ انصاراللہ یوکے

مورخہ 18/اپریل کو مجلس انصاراللہ یوکے کے زیر انتظام یوم تبلیغ منایا گیا۔ اب تک موصولہ رپورٹس کے مطابق اس روز 49/انصار نے نماز تہجد ادا کی۔ 34/انصار نے حضور انور کی خدمت میں دعائیہ خط تحریر کئے۔ 265/غیر از جماعت احباب کے ساتھ ون ٹو ون نشست کی گئی جن میں سے 24/ افراد کو وڈیو بھی دکھائی گئی۔ 310 عدد لٹریچر تقسیم کیا گیا۔ 16/ افراد کو بیت الفتوح کا دورہ کروایا گیا۔

مجلس لیوٹن۔ سکاٹ لینڈ۔ ساؤتھ ہال اور نیو مالڈن نے تبلیغ میں نمایاں طور پر حصہ لیا۔ سب انصار جنہوں نے تبلیغی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی توفیق پائی اللہ تعالیٰ انہیں بہترین اجر سے نوازے اور باقی انصار بھائیوں کو بھی دعوت الی اللہ کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

(رپورٹ: شیخ رفیق احمد طاہر. قائد تبلیغ)

مجلس انصار لله یوکے چیریٹی واک 2004ء

6جون بروز اتوار بوقت 10 بجے صبح بمقام Clevedon House School, Benrhydding Drive, Ilkley, West Yorkshire منعقد ہوگی۔ گزشتہ سال اللہ تعالیٰ کے فضل سے £32,000 اکٹھا کیا گیا تھا۔ اس سال کا ٹارگٹ £50,000 تجویز کیا گیا ہے۔ اپنے ساتھ اطفال اور خدام کو بھی لائیں۔ نیز اس کی ہر لحاظ سے کامیابی کے لئے بھی خاص دعائیں کریں۔ (چیئرمین چیریٹی واک ۲۰۰۴ء)

مجلس انصار اللہ یوکے کا سالانہ اجتماع 2004ء

امسال سالانہ اجتماع انصاراللہ برطانیہ 24-25-26 ستمبر 2004ء بروز جمعۃ المبارک، ہفتہ و اتوار مسجد بیت الفتوح میں منعقد ہوگا۔ حسب روایت نماز تہجد، درس قرآن، حدیث، سیرت النبیؐ اور ذکرِ حبیبؑ کے پروگرام اجتماع کا خاص حصہ ہوں گے۔ اس کے علاوہ تعلیم، تربیت اور تبلیغ کے متعلق دلچسپ پروگرام شامل ہوں گے۔ انصار ابھی سے چھٹیوں کا انتظام کرلیں اور اجتماع میں شمولیت فرمائیں۔ مزید معلومات کے لئے اپنے زعیم، ریجنل ناظم یا زعیم اعلیٰ سے رابطہ فرمائیں۔ (چیئرمین اجتماع کمیٹی)

ضرورتِ نبوت و خلافت

محمد طاہر ندیم

تاریخ مذاہب عالم کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ نہ صرف مذاہب کی تعلیم بلکہ ان کے ماننے والوں کی اخلاقی اور روحانی حالتوں میں بھی بگاڑ پیدا ہوتا رہا۔ اس امر کی اصلاح اور خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے قیام کے لئے اللہ تعالیٰ نے سلسلہ نبوت شروع فرمایا۔ لیکن اسلام چونکہ کوئی وقتی یا زمانی مذہب نہیں اس لئے خدا تعالیٰ نے اسکی تعلیم یعنی قرآن کی حفاظت کا نہ صرف خود وعدہ فرمایا بلکہ ہر گذرنے والی صدی کے سر پر مجدد بھیج کر تجدید دین کا سلسلہ بھی شروع کیا۔ آنحضرت ﷺ نے واضح طور پر فرمایا کہ آخری زمانہ میں میری امت فرقوں میں بٹ جائے گی اور دین کی تعلیم بدعات اور رسومات کے لبادوں میں گم ہو جائے گی تب اللہ تعالیٰ مسیح موعود اور امام مہدی علیہ السلام کو بھیجے گا جس کے ذریعہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا سلسلہ قائم ہوگا۔

اگر ہم امت مسلمہ کی حالت پر غور کریں تو معلوم ہوتا ہے کہ تقریباً گذشتہ ایک ہزار سال سے زیادہ عرصہ سے اس میں بگاڑ پیدا ہو کر آخری حدوں کو چھو رہا ہے۔ امت فرقوں میں بٹ کر اتحاد واخوت جیسی اعلیٰ اقدار کو کھو چکی ہے۔ اخلاقی اور روحانی انحطاط اس حد تک پہنچ چکا ہے کہ مسلمان مفکرین امت مسلمہ کو کبھی یہود اور کبھی ہندوؤں سے مشابہہ قوم قرار دے رہے ہیں اور بزبان حال کہہ رہے ہیں کہ آج اسلام کا صرف نام اُور قرآن کا صرف رسم الخط باقی رہ گیا ہے۔ یوں تو ایسی آراء لا تعداد ہیں لیکن ہم ذیل میں ان کے صرف چند نمونے ہی پیش کرتے ہیں:

برصغیر کے مشہور صوفی خواجہ محمد سلیمان تونسوی فرماتے ہیں:

"اگر بالفرض اس زمانہ میں اصحاب النبی ﷺ موجود ہوتے تو اس زمانہ کے لوگوں کو کافر کہتے، اس لئے کہ اس زمانہ کے لوگوں نے شریعت کی پیروی چھوڑ دی ہے۔"

(تذکرہ حضرت خواجہ سلیمان تونسوی ، اردو ترجمہ نافع السالکین ص ۵۷ طبع اول)

عالم اسلام کے مشہور مفسر اور ادیب ابوالکلام آزاد لکھتے ہیں:

"آج دنیا پھر تاریک ہے، وہ روشنی کے لئے پھر تشنہ ہے...... اس کا وہ پرانا دکھ جس کے علاج کے لئے خدا کے رسول نے آہ وزاری کی اور جس کو چھٹی صدی عیسوی میں اللہ تعالیٰ کے ہاتھوں سے آخری مرہم نصیب ہوا، آج پھر تازہ ہو گیا ہے۔ جب کہ اسلام کا ظہور ہوا ویسی ہی تاریکی آج تہذیب وتمدن کے نام سے پھیلی ہوئی ہے جبکہ اسلام اپنی غربتِ اولیٰ میں مبتلا ہے۔"

(الہلال جلد ٤ ص ۱۰۲)

مولانا کوثر نیازی لکھتے ہیں:

"آج انسانیت پر پھر وہی عالم طاری ہے جو رسول اللہ ﷺ کی ولادت اور بعثت کے وقت طاری تھا۔ دنیا پھر ضلالت اور گمراہی کے اندھیروں میں کھو چکی ہے...... انسان پھر دکھی ہے اور اسے اپنے دکھ درد کے مداوا کی تلاش ہے۔"

(میلاد النبی اور اسکے تقاضے ص ۵)

اور طاہر القادری صاحب نے لکھا:

"گذشتہ اڑھائی صدی سے مسلمانوں کا بگاڑ جزوی نہیں رہا۔ سیاسی اقتصادی اور معاشرتی اقدار میں جو زوال آیا اس نے اخلاقی، روحانی، مذہبی، فکری، تعلیمی اور ہر طرح کی اقدار کو ملیامیٹ کر دیا۔ اب دو صدیوں سے پیدا ہونے والا بگاڑ جزوی نہیں رہا، یہ کلی بگاڑ ہے۔ ایسے بگاڑ کا ازالہ کلی اور ہمہ گیر انقلابی تحریک سے ہی ممکن ہے۔"

(قومی ڈائجسٹ نومبر ۱۹۸۶ء ص ۳۰)

اور لاہور کے ایک ہفت روزہ نے تو یہاں تک لکھا کہ:

"پورے عالم اسلام کو ایک ایسے مسیحا کی ضرورت ہے جو ۷۵ کروڑ فرزندان توحید کو تازہ ولولہ، عزم اور ذوق عمل بخش سکے۔"

(ہفت روزہ زندگی لاہور ۸ ستمبر ۱۹۶۹ء)

علامہ اقبال نے بھی لکھا کہ:

یہ دَور اپنے براہیم کی تلاش میں ہے
صنم کدہ ہے جہاں لا اِلٰہ اِلا اللہ

ایک عربی رسالہ مجلة الإسلام نے اپنے شمارہ نمبر ۴۲ میں لکھا جس کا ترجمہ یہ ہے:

"ہمیں خالص اسلامی تجدید کی ضرورت ہے۔ اور ایسے گروہ مجددین کی ضرورت ہے جو ہمارے دل ودماغ اور ہمارے نفوس میں ایسی اسلامی روح پھونک سکیں جو صرف اور صرف صحیح اسلامی تعالیم سے ماخوذ ہو، یہی ہماری بیماریوں کی دوا اور اسی میں ہی ہماری امراض کا علاج ہے۔"

اپنی امّت کی زبوں حالی اور اخلاقی وروحانی انحطاط کی پیشگوئی کے ساتھ ہی آنحضرت ﷺ نے ایک عظیم مصلح کی آمد کی خوشخبری بھی سنائی تھی کہ جس کے ذریعہ خلافت کا دوبارہ قیام عمل میں آئے گا۔ کچھ لوگ آج قرآن وحدیث اور اجماع امت اور اقوال سلف وخلف سے یہ تو ثابت کر رہے ہیں کہ خلافت کا قیام فرض ہے اور اگر امت اسکی انجام دہی سے قاصر رہی تو ساری کی ساری امت گنہگار ہوگی۔ بدقسمتی سے یہی لوگ آنحضور ﷺ کی پیشگوئی کے عین

منجانب اللہ تعالیٰ سے تائید یافتہ نظام خلافت کی مخالفت اور مخاصمت کو بھی عین ثواب خیال کرتے ہیں۔ بہرحال ان تحریرات سے ضرورت، وقت اور زمانہ ثابت ہے۔ چند مثالیں ملاحظہ ہوں:

ڈاکٹر ضیاء الدین صاحب جو کہ القاہرہ یونیورسٹی میں اسلامی تاریخ کے لیکچرار رہے ہیں اپنی کتاب (الإسلام والخلافة فی العصر الحاضر) میں لکھتے ہیں جس کا ترجمہ یہ ہے:

"خلافت کا قیام فرض کفایہ ہے ...... پھر دین کے اس سب سے بڑے فرض کی ادائیگی سے غفلت اور پہلو تہی کی حد تک کوتاہی اختیار کرنے کا کیا جواز ہو سکتا ہے......اور امت مسلمہ کی کمزوری، ناکامی، انحطاط اور باہمی روابط کے ختم ہونے کے اسباب میں سب سے بڑا سبب اس فرض سے غفلت ہے ...... صرف اور صرف خلافت سے ہی امت مسلمہ کو یکجا کیا جا سکتا ہے، اسی سے ہی ناامیدی کے مارے ہوئے نفوس کے لئے امید کی کوئی کرن ہے اور اسی کے ذریعہ ہی عزت اور وقار کی منزل کی طرف چلا جا سکتا ہے۔ کیونکہ عالم اسلامی میں ایسی کوئی طاقت یا حکومت یا لیڈرشپ نہیں ہے جس سے مذکورہ بالا اہداف کی تکمیل ہو سکے، خصوصاً ایسی حالت میں جبکہ ہم باہمی لڑائی جھگڑے، آپس کی پھوٹ، انحطاط اور ذلت کا شکار ہیں۔"

(الإسلام والخلافة فی العصر الحاضر ص ۲۹۶ القاهره ۱۹۷۳ء)

ایک اور مسلمان مفکر سعید حوا صاحب اپنی کتاب (الإسلام، دراسات منهجية) کے صفحہ ۳۷۷ پر لکھتے ہیں جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

"بہت سے شرعی واجبات کی ادائیگی کا تعلق خلیفہ اور امام سے ہے اور ان کی انجام دہی خلیفہ کے علاوہ ممکن نہیں......اور تجربہ گواہ ہے کہ خلیفہ کی عدم تقرری دین کے کاموں کو معطل کرنے اور دین کے خلاف بغاوت کے مترادف ہے اور مسلمانوں کے تفرقہ کا موجب ہے جیسا کہ آج کل ہو رہا ہے۔"

پاکستان کے "حزب التحریر" نے اپنی ویب سائٹ پر خلافت کے موضوع پر ایک طویل مضمون ڈالا ہوا ہے جس میں سے ایک پیرے کا ترجمہ نظر قارئین ہے:

"امت مسلمہ کی زندگی اور موت کا مسئلہ دین اسلامی کا مکمل طور پر قیام اور اس کے پیغام کو تمام دنیا تک پہنچانا ہے دوسرے لفظوں میں اس کا نام اسلامی خلافت کا قیام اور شریعت کا نفاذ اور تمام لوگوں تک اسلام کا پیغام پہنچانا ہے اسی سے ہی امت مسلمہ اپنے اس وصف کی مصداق ہو سکتی ہے جس کا ذکر اس آیت میں ہے: ﴿كنتم خير أمة أخرجت للناس...﴾

خلافت کا قائم کرنا مسلمانوں پر فرض ہے بلکہ یہ تمام فرائض سے بڑا فرض ہے......اور صرف انفرادی طور پر خلافت کے قیام کیلئے کوشش کرنا ہی کافی نہیں ہے بلکہ اس کے لئے لوگوں کے ایک بڑے پر عزم مجموعہ کے کھڑے ہونے کی ضرورت ہے جو ایسا کرنے پر قادر ہو۔"

(www.hizb-ut-tahrir.org/arabic/welayat/htm/01ramdan.htm)

قاسم برکات صاحب نے اپنے ایک مضمون میں لکھا، جس کا ترجمہ حسب ذیل ہے:

"خلیفہ کا بنانا تمام دنیا کے مسلمانوں پر دوسرے فرائض کی طرح ایک عظیم فرض ہے۔ اور یہ ایسا فرض ہے جس میں کوئی نرمی نہیں ہے بلکہ اس سے غفلت بہت بڑے گناہوں میں سے ایک ایسا بڑا گناہ ہے کہ جس پر اللہ تعالیٰ شدید ترین عذاب دے گا۔"

(www.alsaha.com/sahat/Forum2/HTML/002652.html)

ایک عربی ماہنامہ (الوعی) نے اپنے شمارہ نمبر ۱۹۷۔ اگست ۲۰۰۳ء میں (الخلافة أمنية) کے عنوان سے ایک مضمون شائع کیا جس میں قرآنی آیات اور احادیث سے ثابت کیا گیا ہے کہ خلافت کا قیام لازمی امر ہے اس کے بعد کے پیرے کا ترجمہ پیش خدمت ہے:

"......چنانچہ خلافت علی منہاج النبوۃ صرف ایک تمنا ہی نہیں بلکہ یہ اللہ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کیا کرتا...... اور رسول اللہ ﷺ نے بھی آخری زمانے میں خلافت کے قیام کی خوشخبری دی ہوئی ہے ...... پھر کس طرح کہا جا سکتا ہے کہ خلافت محض ایک تمنا ہے۔ خدا کی قسم اللہ کی بات سچی ہے اور اسکا وعدہ سچا ہے اور خلافت کا قیام ہونے ہی والا ہے۔ انشاء اللہ۔"

(www.al-waie.org/home/issue/197/htm/197w09.htm)

یہاں ایک عجیب صورتحال درپیش ہے۔ ایک طرف تو علماء کہہ رہے ہیں کہ امت کی حالت بگاڑ کی آخری حدوں کو چھو رہی ہے اور یہ بعینہٖ وہی حالت ہے جو احادیث میں مذکور ہے، دوسری طرف خلافت کے قیام کے متمنی تو ہیں لیکن اس کو اپنی ذاتی کوششوں اور تدبیروں کا مرہون منت سمجھ رہے ہیں۔

کاش یہ انہی احادیث کو ذرا غور سے پڑھ لیتے جن میں امت کے بگاڑ کا ذکر ہوا ہے کیونکہ وہیں یا ان کے آس پاس ہی آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کی اس بیماری کا علاج بھی بیان فرمایا ہے۔ اور وہ ہے مسیح محمدی اور امام مہدی کی آمد جس کے ذریعہ خلافت علی منہاج النبوۃ کا قیام عمل میں آئے گا۔ اور یہ کام صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے کہ کسے یہ تاج پہناتا ہے اور کس کو اس عظیم کام کے لئے چنتا ہے۔

پھر جو کام خدا کا ہے اور اس نے اپنے ہاتھ میں لیا ہوا ہے اسکو دنیا والے کس طرح اپنی کمزور تدبیروں سے سرانجام دے سکتے ہیں۔ بلکہ ایسے امور میں دخل اندازی باعث غضب الٰہی ہوا کرتا ہے۔ اور ایسی تدبیروں کا نصیب ناکامی اور صرف ناکامی کے علاوہ کچھ نہیں ہوا کرتا۔

چنانچہ مصر میں خلافت کے قیام کے لئے اٹھنے والی تحریک کا بھی یہی حال ہوا اور ہندوستان کی تحریک خلافت کا بھی یہی نتیجہ رہا۔ پھر الشریف حسین کو

الحجاز میں خلافت کا منصب دینے کی کوشش کی گئی کیونکہ اس کا نسب بنی ہاشم سے ملتا تھا۔ لیکن اس کا انجام یہ ہوا کہ الشریف حسین کو ملک بدر کر دیا گیا۔ پھر مصر کے شاہ فاروق کو خلیفۃ المسلمین بنانے کی کوشش کی گئی لیکن آخر کار یہ کوشش بھی ناکام رہی۔ پھر ۱۹۷۴ء میں پاکستان میں ہونے والی اسلامی سربراہی کانفرنس میں شاہ فیصل کو خلیفہ بنانے کیلئے سر توڑ کوششیں کی گئیں لیکن ان کوششوں کا انجام بھی کسی پر پوشیدہ نہیں ہے۔

ایسی تدابیر کا یہ انجام ماضی میں بھی سامنے آیا اور مستقبل میں بھی آتا رہے گا اور کوئی ایسی کوشش اور کوئی ایسی تدبیر اور کوئی ایسا اقدام کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگا، کیونکہ ان لوگوں نے خدا کے بھیجے ہوئے کو ٹھکرا دیا جو بالکل درست وقت پر آیا جبکہ یہ لوگ بزبان حال اسکے ظاہر ہونے کے متمنی تھے لیکن جب وہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کی شکل میں ظاہر ہو گیا تو انہوں نے نہ صرف اس کا انکار کیا بلکہ اس کی مخالفت پر بھی کمربستہ ہو گئے۔ اب وہ امام کامگار آ کر رخصت بھی ہو چکا ہے اور اس کے بعد خلافت کا نظام قائم ودائم ہے اور اللہ تعالیٰ اس خلافت کی حقانیت اور برکات دن بدن نہایت زور آور حملوں سے اس طرح ظاہر فرما رہا ہے کہ ایک عالم اس کا گواہ بن رہا ہے۔ لیکن افسوس کہ یہ لوگ چڑھے ہوئے سورج کو تو نہیں دیکھتے مگر روشنی کی تلاش میں مارے مارے پھر رہے ہیں۔ چشمہ پھوٹ پھوٹ کر آبیاریاں کر رہا ہے اور یہ دو بوند پانی کی تلاش میں ٹھوکریں کھا رہے ہیں۔ مسیحا چل کے ان بیماروں کے پاس آیا ہے مگر یہ اس سے آنکھیں چرا رہے ہیں۔

کاش کہ تم ادھر آتے تو دیکھتے کہ فتوحات کے کتنے ابواب اس زمانے کی خلافت کے ساتھ کھلے ہیں اور کھلتے چلے جا رہے ہیں۔ اخوت اسلامیہ کا عالمگیر معاشرہ قائم ہو چکا ہے اور یکجان ہو کر ایک امام کی آواز پر لبیک کہنے والوں کی تعداد کروڑوں سے تجاوز کرتی جا رہی ہے اور خدا تعالیٰ کے افضال اور اس کی خاص نصرتیں موسلا دھار بارشوں کی طرح نازل ہو رہے ہیں۔ ہم آج بھی ان کو وہی صدا دیتے ہیں جو اس زمانے کے امام نے آنے کے بعد دی تھی کہ:

قوم کے لوگو ادھر آؤ کہ نکلا آفتاب
وادیٔ ظلمت میں کیا بیٹھے ہو تم لیل و نہار
ہر طرف آواز دینا ہے ہمارا کام آج
جس کی فطرت نیک ہے وہ آئے گا انجام کار

رسالہ "انصارالدین" کے آئندہ شمارہ میں اشاعت کے لئے اپنی رپورٹس اور مضامین ۱۵/جون ۲۰۰۴ء تک درج ذیل پتہ پر ارسال فرمائیں:

Editor Ansaruddin (Urdu)
181 London Road, Morden, Surrey SM4 5HF

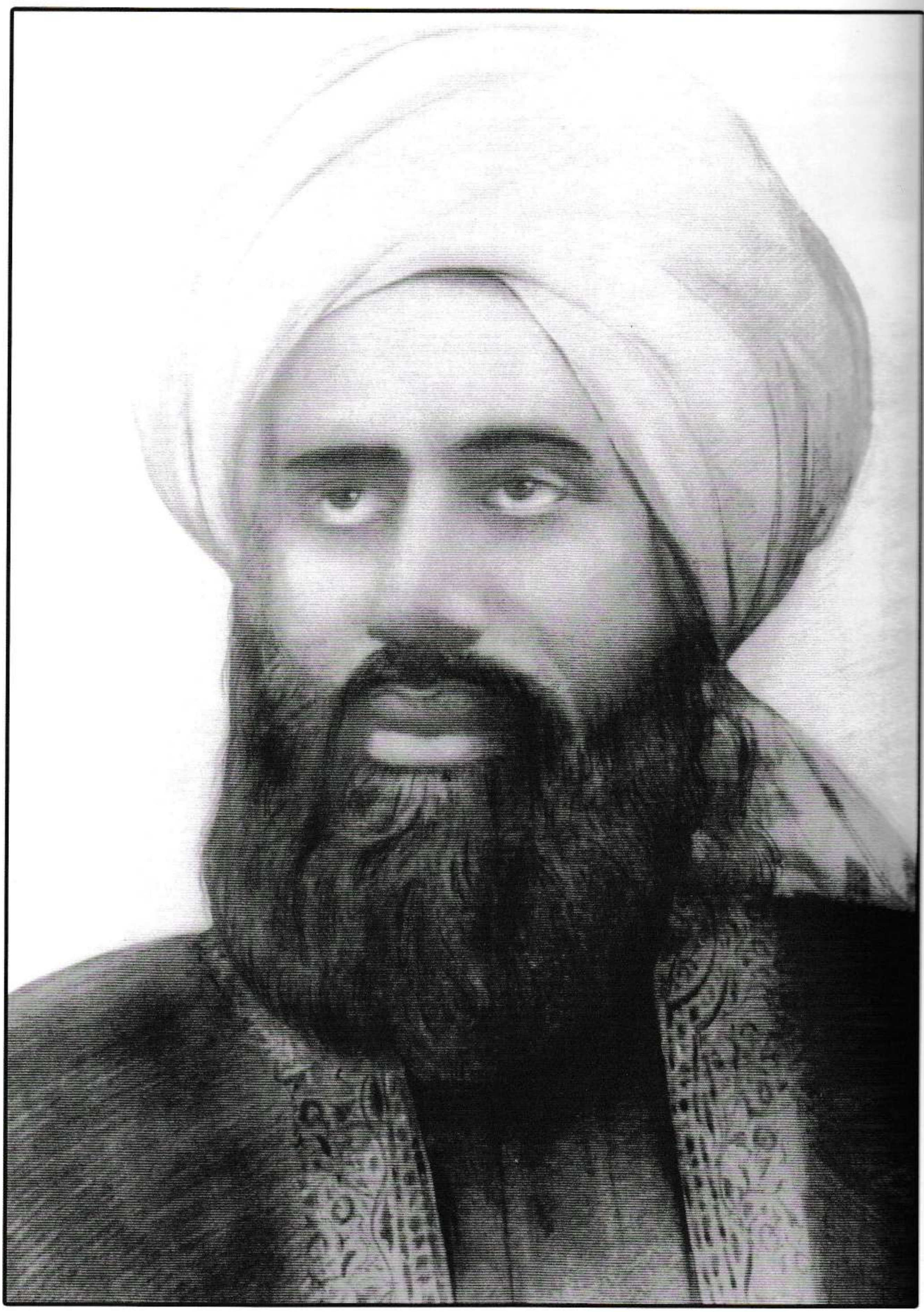
خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ جماعت کو خوشخبری دیتے ہوئے فرماتے ہیں: "اب انشاءاللہ خلافت احمدیہ کو کبھی کوئی خطرہ لاحق نہیں ہوگا۔ جماعت بلوغت کے مقام کو پہنچ چکی ہے خدا کی نظر میں۔ اور کوئی دشمن آنکھ، کوئی دشمن دل، کوئی دشمن کوشش اس جماعت کا بال بھی بیکا نہیں کر سکے گی اور خلافت احمدیہ انشاءاللہ تعالیٰ اسی شان کے ساتھ نشوونما پاتی رہے گی جس شان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح موعودؑ سے وعدے فرمائے ہیں۔ کم از کم ایک ہزار سال تک یہ جماعت زندہ رہے گی۔ تو دعائیں کریں حمد کے گیت گائیں اور اپنے عہدوں کی پھر تجدید کریں"۔ (روزنامہ "الفضل" ربوہ ۲۸/جون ۱۹۸۲ء)

عطاءِ خاص سے ہم کو ملی نعمت خلافت کی
سعادت ہے ہمیں حاصل خدا کی اس عنایت کی
سنی ہے ہم نے خوشخبری خدا کے برگزیدہ سے
ضمانت دی خدا نے آسماں سے خود حفاظت کی
اب اس کے دور میں باطل شکستِ فاش کھائے گا
نوشتوں میں شہادت بھی لکھی ہے اس قیادت کی
پہنچ سکتا نہیں اب کوئی نقصاں حزبِ شیطاں سے
خدا نے ہی بناء رکھی ہوئی ہے اس عمارت کی
خطا جائے گا ہر اک وار اس کے ہر مخالف کا
ہمیشہ مونہہ کی کھائے گا کسی نے گر شرارت کی
ذلیل و خوار ہو جائے گا وہ دونوں جہانوں میں
الٰہی سلسلہ کے ساتھ جس نے بھی بغاوت کی
خدا کے ہاں وہی سب وارثِ انعام ٹھہریں گے
جنہوں نے بھی دل و جاں سے خلافت کی اطاعت کی
ظفؔر تو اک غلامِ احمدِ مختار ہی بن کر!!
امانت کی حفاظت کر، اطاعت کر امامت کی
تری درگہ میں اے مولیٰ مری اک التجاء یہ ہے
دمِ آخر مجھے توفیق دینا استقامت کی

(مبارک احمد ظفر)

نوٹ: ۱۹۸۳ء کی مجلس مشاورت پاکستان کے اختتامی خطاب میں حضورؒ نے جماعت کو خلافت کی حفاظت کی خوشخبری سنائی تھی۔ یہ نظم اُس موقع پر کہی گئی۔



حضرت حکیم مولوی نورالدین رضؓ خلیفۃ المسیح الاوّل

خلافت احمدیہ کی مختصر تاریخ

مرتبہ: اطہر ملک

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ

1841ء: بھیرہ میں آپؓ کی ولادت ہوئی۔

مئی 1908ء: حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے انتقال پر جماعت کو گہرا صدمہ۔ مخالفین کی طرف سے منظّم قلمی اور لسانی یورش۔ جس کے جواب میں حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ نے ایک اہم رسالہ تحریر فرمایا۔

30 مئی 1908ء: آپ کے عہد میں صدر انجمن احمدیہ کا پہلا اجلاس ہوا۔ جس کی صدارت حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے کی۔

جولائی 1908ء: آپ نے اپنی بھیرہ کی جائیداد صدر انجمن احمدیہ کے نام ہبہ کر دی۔

اکتوبر 1908ء: رمضان میں بیت المبارک میں اعتکاف اور روزانہ تین تین پاروں کا درسِ قرآن۔

31 جنوری 1909ء: منکرین قدرت ثانیہ کے اٹھائے ہوئے فتنہ کہ "انجمن امام پر حاکم ہے" کے متعلق حضور نے مجلس مشاورت طلب کی۔ اڑہائی ہزار نمائندے شریک ہوئے۔ حضورؓ نے جلالی تقریر فرمائی اور مولوی محمد علی صاحب اور خواجہ کمال الدین صاحب نے تجدید عہد کیا۔

فروری 1910ء: نماز جمعہ میں احمدی خواتین پہلی دفعہ شریک ہوئیں۔

نومبر 1910ء: حضور گھوڑے سے گر گئے اور سخت چوٹیں آئیں۔

دسمبر 1910ء: حضور نے اپنی جگہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کو صدر انجمن احمدیہ کا امیر مقرر فرمایا۔

جنوری 1911ء: حضور نے حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب کے حق میں بطور امام وصیت تحریر فرمائی۔ مگر تندرست ہونے پر اسے چاک کر دیا۔

ستمبر 1911ء: حضور کی اجازت سے چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب اعلیٰ تعلیم کے لئے انگلستان روانہ ہوئے۔

فروری 1912ء: حضور کی تحریک پر "انجمن مبلغین" کا قیام۔

فروری تا جون 1912ء: حضور نے اپنے حالات و سوانح لکھوائے جو آخر سال میں "مرقاۃ الیقین" کے نام سے شائع ہوئے۔

مارچ 1913ء: بخاری شریف کا درس شروع فرمایا۔

جون 1913ء: حضرت چوہدری فتح محمد صاحب سیالؓ کو انگلستان داعی اللہ کے طور پر بھیجا گیا اور عربی کی اعلیٰ تعلیم حاصل کرنے کے لئے حضرت سیّد زین العابدین ولی اللہ کو مصر اور شام کے لئے روانہ کیا گیا۔

جنوری 1913ء: وسط جنوری میں مرض الموت کا آغاز مگر ہر ممکن حد تک قرآن کریم اور بخاری کا درس دیتے رہے۔

4/ مارچ 1914ء: شدید ضعف کا آغاز اور آخری تحریری وصیت۔

13/ مارچ 1914ء: حضور کے عہد کا آخری جمعہ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے پڑھایا۔ حضور کی اپنی اولاد کو دین پر قائم رہنے کی وصیت کی۔

13/ مارچ 1914ء: جمعہ کے روز 2 بج کر بیس منٹ پر دن کے وقت حالتِ نماز میں اپنے رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ

12 جنوری 1889ء: آپؓ کی ولادت ہوئی۔

14/ مارچ 1914ء: جماعت احمدیہ کے منصب امامت پر فائز ہوئے۔

12/ اپریل 1914ء: اس دَور کی پہلی مجلس شوریٰ حضور کی صدارت میں منعقد ہوئی۔

1916ء: خواتین کے لئے تبلیغی فنڈ کی پہلی تحریک فرمائی۔

دسمبر 1917ء: وقفِ زندگی کی پہلی تحریک فرمائی۔

یکم جنوری 1919ء: صدر انجمن احمدیہ میں نظارتوں کا قیام ہوا۔

25/ دسمبر 1922ء: حضور نے احمدی خواتین کی تعلیم و تربیت کے لئے ذیلی تنظیم لجنہ اماء اللہ قائم کی۔

12/ جولائی 1924ء: حضور پہلے سفر یورپ پر قادیان سے روانہ ہوئے۔ اس دورہ میں اٹلی کے وزیر اعظم مسولینی سے ملاقات کی۔

19/ اکتوبر 1924ء: مسجد فضل لندن کا سنگ بنیاد

17 مارچ 1965ء: حضور نے مدرستہ الخواتین کی بنیاد رکھی۔

دسمبر 1926ء: احمدی خواتین کے جلسہ سالانہ کا آغاز ہوا۔

جون 1927ء: حضور نے "رنگیلا رسول" اور "ورتمان" جیسی کتابوں کے خلاف زبردست مؤثر احتجاج فرمایا۔

20 مئی 1927ء: جامعہ احمدیہ کا افتتاح فرمایا۔

17 جون 1928ء: حضور کی تحریک پر ہندوستان بھر میں پہلا عظیم الشان یوم سیرۃ النبی ﷺ منایا گیا۔

1930ء: اس سال لجنہ اماء اللہ کو بھی مجلس شوریٰ میں نمائندگی دی گئی۔

8/ اکتوبر 1932ء: حضور کی تحریک پر ہندوستان بھر میں پہلا یوم تبلیغ منایا گیا۔

23/ اکتوبر 1932ء: ہندوستان کے باہر پہلی بار جماعت احمدیہ کی خدمات دینیہ کا مصری پریس نے اقرار کیا۔

13/ اکتوبر 1934ء: نائیجیریا میں پہلا سالانہ جلسہ منعقد ہوا۔

23 نومبر 1934ء: تحریک جدید کے اجراء کا اعلان فرمایا۔

31/ جنوری 1938ء: حضور نے مجلس خدام الاحمدیہ کا قیام فرمایا۔

فروری 1939ء: حضور نے ناصرات الاحمدیہ کی تنظیم قائم کی۔

3 دسمبر 1939ء: دنیا بھر میں جماعت نے "یوم پیشوایانِ مذاہب" منایا۔

28/ دسمبر 1939ء: جماعت کے قیام پر پنجاہ سالہ جوبلی کا سال جماعت نے 3 لاکھ روپے حضور کی خدمت میں اشاعتِ حق کے لئے پیش کئے۔

27 جنوری 1940ء: حضور کی جاری کردہ ہجری شمسی تقویم پہلی دفعہ

الفضل میں شائع ہوئی۔

26 جولائی 1940ء: حضور نے قادیان میں مجلس انصار اللہ قائم کی۔

25 مئی 1941ء: حضور نے لاہور ریڈیو اسٹیشن سے "عراق کے حالات پر تبصرہ" کے موضوع پر تقریر فرمائی جسے دہلی اور اور لکھنؤ کے ریڈیو اسٹیشنوں سے بھی نشر کیا گیا۔

29 جنوری 1942ء: حضور نے وقفِ زندگی سکیم برائے دیہاتی داعیان الی اللہ جاری فرمائی۔

1943ء: حضورؓ نے افتاء کمیٹی قائم فرمائی۔

5-6 جنوری شب 1944ء: حضور پر اللہ تعالیٰ نے رؤیا میں پیشگوئی فضل عمر کے مصداق ہونے کا انکشاف فرمایا۔

28 جنوری 1944ء: پہلی مرتبہ یوم فضل عمر منایا گیا۔

11 مئی 1944ء: فضل عمر ریسرچ انسٹی ٹیوٹ کی بنیاد رکھی گئی۔

4 جون 1944ء: تعلیم الاسلام کالج قادیان کا فتتاح فرمایا۔

27 فروری 1945ء: حضور نے بیرون ہند کے جملہ مشن تحریک جدید کے سپرد کردیئے۔

25 دسمبر 1946ء: متحدہ ہندوستان کا آخری جلسہ سالانہ ہوا۔ حاضری انتالیس ہزار سات سو تھی۔

31/اگست 1947ء: قادیان سے پاکستان ہجرت فرمائی اور لاہور پہنچے۔

یکم ستمبر 1947ء: لاہور میں حضور نے صدر انجمن (پاکستان) کی بنیاد رکھی۔

7 ستمبر 1947ء: پاکستان میں پہلی مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔

11 ستمبر 1947ء: پاکستان میں روزنامہ الفضل کا اجراء۔

18/اکتوبر 1947ء: پاکستان میں مرکز کے قیام کیلئے مجوزہ اراضی (ربوہ) کا سفر اختیار کیا۔

27-28 دسمبر 1947ء: پاکستان میں پہلا جلسہ سالانہ لاہور میں منعقد ہوا۔

جون 1947ء: فرقان بٹالین قائم ہوئی جس نے کشمیر کے محاذ پر قابلِ قدر خدمات رضاکارانہ طور پر انجام دیں۔

20/ستمبر 1948ء: حضور نے ربوہ کا افتتاح فرمایا۔

16-17/اپریل 1949ء: ربوہ میں پہلا جلسہ سالانہ منعقد ہوا۔

ستمبر 1949ء: حضور مستقل رہائش کے لئے ربوہ تشریف لے آئے۔

اکتوبر 1949ء: مسجد مبارک ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

نومبر 1949ء: کمپنی باغ سرگودھا میں حضور کا جلسہ عام سے خطاب۔

دسمبر 1949ء: ربوہ میں جامعۃ المبشرین کا قیام۔

14 جون 1951ء: حضور نے جامعہ نصرت ربوہ کا افتتاح فرمایا۔

1953ء: پاکستان میں جماعت کے خلاف فسادات۔

22 جون 1953ء: حضور نے تعلیم الاسلام کالج ربوہ کا سنگ بنیاد رکھا۔

10/مارچ 1954ء: مسجد مبارک ربوہ میں نماز عصر کے بعد حضور پر ایک شخص نے قاتلانہ حملہ کیا۔

29/اپریل 1955ء: دوسرے دورہ یورپ پر کراچی سے روانگی۔

22/جولائی 1955ء: لنڈن میں داعیان الی اللہ کی تین روزہ عالمی کانفرنس حضور کی زیر صدارت شروع ہوئی۔

دسمبر 1957ء: وقفِ جدید کی تحریک کا اعلان فرمایا۔

ستمبر 1958ء: فضلِ عمر ہسپتال ربوہ کا افتتاح ہوا۔

1959ء: افریقہ کے نو آزاد ممالک کے ۷ اراہنماؤں کو جماعتی لٹریچر دیا گیا۔

1960ء: امریکہ کے صدر آئزن ہاور، والی اردن شاہ حسین، صدر آسٹریلیا، وزیر اعظم کانگو اور دیگر اہم عالمی شخصیات کو قرآن کریم کا تحفہ دیا گیا۔

1962ء: یتامیٰ اور مساکین کے لئے اقامۃ النصرت کا قیام۔

1962ء: مسجد محمود زیورچ کا سنگ بنیاد حضرت سیّدہ امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ نے رکھا۔

2 ستمبر 1963ء: حضرت مرزا بشیر الدین صاحبؓ ایم۔اے کی وفات۔

7-8 نومبر 1965ء: کی درمیانی شب حضرت مصلح موعودؓ کا وصال ہوا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ تعالیٰ

16 نومبر 1909ء: حضرت سیّد نا مرزا ناصر احمد صاحب کی ولادت ہوئی۔

1922ء: حفظ قرآن کی تکمیل کی توفیق ملی۔

1929ء: آپؒ نے پنجاب یونیورسٹی سے مولوی فاضل کا امتحان پاس کیا۔

1934ء: گورنمنٹ کالج لاہور سے بی۔اے کی ڈگری حاصل کی۔

1934ء: شادی ہوئی اور اسی سال بغرض تعلیم انگلستان کیلئے روانہ ہوئے۔

1938ء: آکسفورڈ یونیورسٹی سے M.A. کر کے واپس آئے۔

1939ء تا 1944ء: جامعہ احمدیہ کے پرنسپل رہے۔

1939ء: مجلس خدام الاحمدیہ کے صدر بنے۔

1944ء تا 1965ء: تعلیم الاسلام کالج کے پرنسپل رہے۔

1948ء تا 1950ء: فرقان بٹالین کشمیر کے محاذ پر دادِ شجاعت دیتے رہے۔

1954ء: بحیثیت نائب صدر مجلس خدام الاحمدیہ کے کاموں کو نہایت عمدگی سے چلاتے رہے۔

1954ء: مجلسِ انصار اللہ کی زمام قیادت آپ کے سپرد کی گئی۔

1955ء: حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے آپکو صدر انجمن احمدیہ کا صدر مقرر فرمایا۔

8 نومبر 1965ء: منصب امامت پر فائز ہوئے۔

21/دسمبر 1965ء: فضل عمر فاؤنڈیشن تحریک کا اعلان۔ اسی سال "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے" کا الہام پورا ہوا۔ اور گیمبیا کے گورنر جنرل ایف۔ ایم سنگھاٹے نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کا کپڑا بطور تبرک حاصل کیا۔ اسی سال لنڈن سے دی مسلم ہیرلڈ کا اجرا ہوا۔

18 مارچ 1966ء: تحریک وقفِ عارضی کا اعلان۔

22/اپریل 1966ء: تحریک جدید کے دفتر سوم کا اجراء۔

6/مئی 1966 ڈنمارک میں پہلی احمدیہ مسجد کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ خدا کا یہ گھر خدا کے فضل سے صرف احمدی مستورات کے چندہ سے تعمیر ہوا۔

9 ستمبر 1966ء: بدر سوم کے خلاف جہاد کا اعلان فرمایا۔

جنوری 1967ء: "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا انگریزی ترجمہ ایک لاکھ کی

تعداد میں شائع ہوا۔

8جولائی1967ء: دورۂ یورپ کے لئے روانگی۔

21جولائی1967ء: مسجد النصر (ڈنمارک) کاافتتاح۔

23/اگست1968ء: کراچی میں اتحاد بین المسلمین کی تحریک فرمائی۔

1968ء: ربوہ میں طبیہ کالج کا اجراء ہوا۔

20 مئی1969ء: فضلِ عمر فاؤنڈیشن کے تحت علمی تحقیق پر انعامات کا آغاز۔

6/اپریل1970ء: دورۂ یورپ و مغربی افریقہ۔
مسجد فضل لنڈن میں نصرت جہاں سکیم کا اعلان۔

25 مئی1970ء: پہلا دورۂ سپین۔

12/جون1970ء: ربوہ میں نصرت جہاں ریزرو فنڈ کی تحریک کا اعلان۔

12/جولائی1970ء: نصرت جہاں سکیم کے "آگے بڑھو" پروگرام کا اعلان۔

31/مارچ1971ء: مسجد اقصیٰ ربوہ کا افتتاح فرمایا۔

17/اپریل 1971ء: سفیر چین کی ربوہ آمد اور حضور سے ملاقات۔

7/جولائی 1971ء: پانچ سالہ پروگرام کے تحت دس لاکھ کی تعداد میں قرآن کریم کے تراجم کی اشاعت کا اعلان۔

3/اکتوبر1971ء: ربوہ میں "خلافت لائبریری" کی نئی عمارت کا افتتاح۔

17/نومبر1972ء: لجنہ اماء اللہ کے قیام پر جشن پنجاہ سالہ کا انعقاد۔

18/نومبر1972ء: حضور کی خدمت میں لجنہ کی طرف سے دو لاکھ روپے اشاعت قرآن کے لئے پیش کئے گئے۔

1973ء: جلسہ سالانہ پر صد سالہ جوبلی منصوبہ کا اعلان۔

29/مئی1974ء: پاکستان بھر میں احمدیوں کے خلاف خونریز ہنگاموں کا آغاز۔

7/ستمبر1974ء: پاکستان کی قومی اسمبلی نے جماعت احمدیہ کو "غیر مسلم" قرار دیا۔

4/اگست1975ء: حضور نے بغرض علاج سفرِ یورپ اختیار فرمایا۔

27/ستمبر1975ء: گوٹن برگ (سویڈن) کی پہلی مسجد ناصر کا سنگ بنیاد۔

28/دسمبر1975ء: ایک ایک پارہ حفظ کرنے کی تحریک۔

20جولائی1976ء: دورہ امریکہ اور یورپ۔

20/اگست1976ء: مسجد ناصر (گوٹن برگ) کا افتتاح۔

27/مارچ1977ء: لنڈن میں جماعت احمدیہ کے زیر اہتمام ہستی باری تعالیٰ کے موضوع پر مختلف مذاہب کے نمائندوں کی مجلس مذاکرہ۔
حضرت سیّدہ نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کی وفات۔

2۔3۔4جون1978ء: لنڈن میں کسرِ صلیب کانفرنس منعقد ہوئی۔

9/مارچ1979ء: قرطبہ (سپین) میں نئے مشن کا قیام عمل میں آیا۔

15/اکتوبر1979ء: ڈاکٹر عبدالسلام صاحب کو نوبل انعام دینے کا اعلان ہوا۔

28/اکتوبر1979ء: حضور نے جماعت کی روحانی اور علمی ترقی کے لئے ایک عظیم منصوبے کا اعلان فرمایا۔

27/اکتوبر1979ء: حضور نے عظیم تعلیمی منصوبے کا اعلان کیا۔

13/جون1980ء: تعلیمی انعامی تمغہ جات کی پہلی تقریب منعقد ہوئی۔

26/جون1980ء: دورہ یورپ، افریقہ اور امریکہ کے لئے روانگی۔

یکم اگست1980ء: مسجد نور اوسلو ناروے کا افتتاح۔

24/اگست 1980ء: غانا کے صدر مملکت سے ملاقات۔ ۰۲/ستمبر مانچسٹر اور ہڈرز فیلڈ میں احمدیہ مراکز تبلیغ کا افتتاح۔

2/اکتوبر1980ء: بریڈ فورڈ میں احمدیہ مشن کا افتتاح۔

9/اکتوبر 1980ء: 700 سال بعد سپین میں تعمیر ہونے والی مسجد بشارت کا سنگ بنیاد رکھا۔ 26/اکتوبر واپسی مرکز سلسلہ

2/نومبر 1980ء: چودھویں صدی ہجری کے اختتام اور پندرھویں صدی کے استقبال کیلئے جماعت احمدیہ کو لاالہ الااللہ کے ورد کی تحریک۔

10/نومبر 1980ء: جاپان کے شہر ناگویا میں احمدیہ سنٹر کی خرید۔

9/اکتوبر 1981ء: ٹوکیو میں مشن ہاوس کا افتتاح۔

27دسمبر 1981ء: حضور نے جماعت ستارۂ احمدیت عطا فرمایا۔

8۔9جون1982ء کی درمیانی شب بیت الفضل اسلام آباد میں وفات پائی۔

....

حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ

18/دسمبر1928ء حضرت مصلح موعودؓ کے ہاں قادیان میں پیدا ہوئے۔

1944ء میں تعلیم الاسلام ہائی سکول قادیان سے میٹرک پاس کیا۔ گورنمنٹ کالج لاہور سے ایف ایس سی اور بی۔اے پرائیویٹ کیا۔

5مارچ1944ء: آپکی والدہ ماجدہ حضرت سیدہ مریم بیگم صاحبہؓ انتقال کر گئیں۔

1947ء میں تقسیم برصغیر کے وقت حفاظت مرکز قادیان کی ڈیوٹیاں دیں اور پھر ہجرت کر کے پاکستان تشریف لائے۔

7/دسمبر 1949ء کو جامعہ احمدیہ ربوہ میں داخلہ لیا اور 1953ء میں شاہد کی ڈگری حاصل کی۔

1955ء میں مزید تعلیم کیلئے لندن تشریف لائے اور لندن یونیورسٹی میں انگریزی صوتیات کا مضمون منتخب کیا اور انگریزی میں مہارت حاصل کی۔

4/اکتوبر1957ء کو آپ پاکستان واپس تشریف لے گئے۔

5/دسمبر 1957ء کو حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہ کے ساتھ نکاح ہوا۔

9/دسمبر کو شادی ہوئی اور 11/دسمبر کو دعوت ولیمہ ہوئی۔

1958ء میں وقف جدید انجمن احمدیہ کا قیام ہوا تو حضرت مصلح موعودؓ نے عہدیداروں میں سب سے پہلا نام آپؒ کا لکھا اور پھر ناظم ارشاد وقف جدید مقرر فرمایا۔ اس عہدہ پر آپ انتخاب خلافت تک فائز رہے۔

1960ء کے جلسہ سالانہ پر پہلی دفعہ تقریر فرمائی۔

1962ء میں حضورؒ کی کتاب "مذہب کے نام پر خون" شائع ہوئی۔

1966ء تا1969ء صدر مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ رہے۔

1970ء میں ڈائریکٹر فضل عمر فاؤنڈیشن کے طور پر تقرری ہوئی۔

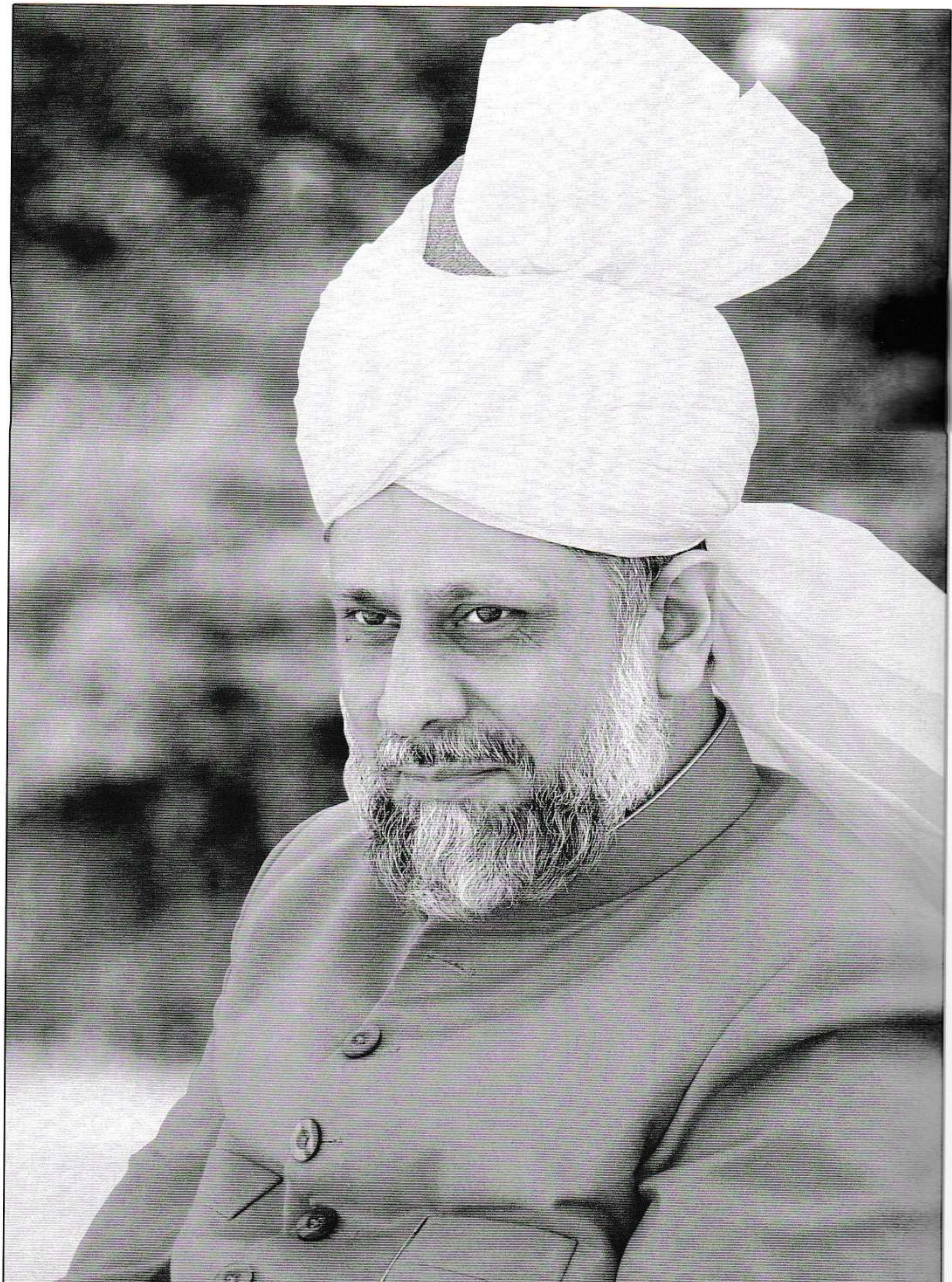
1974ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی قیادت میں پاکستان کی قومی اسمبلی میں شریک ہونے والے احمدیہ وفد میں نمائندگی کی توفیق پائی۔

1975ء میں آپ کی تالیف سوانح فضل عمر جلد اوّل کی اشاعت ہوئی۔

یکم جنوری1979ء صدر انصار اللہ مرکزیہ کے عہدے پر آپؒ کا انتخاب عمل

میں آیا جس پر آپ تا انتخاب خلافت فائز رہے۔
10 / جون 1982ء کو خلیفۃ المسیح الرابع منتخب ہوئے۔
جولائی 1982ء میں دورہ یورپ کیلئے روانہ ہوئے جس کے دوران 10 / ستمبر کو مسجد بشارت سپین کا افتتاح فرمایا۔
29 / اکتوبر 1982ء: مسجد اقصیٰ ربوہ میں "بیوت الحمد منصوبہ" کا اعلان فرمایا۔
15 / دسمبر 1982ء کو امریکہ کیلئے پانچ نئے مراکز اور مساجد کی تحریک فرمائی۔
25 دسمبر 82ء مرکزی مجلس صحت کا قیام فرمایا۔
26 تا 28 / دسمبر 82ء کو آپؒ کے دور خلافت کا پہلا جلسہ سالانہ ربوہ میں منعقد ہوا جس میں دو لاکھ سے زائد افراد شامل ہوئے۔
28 / جنوری 1983ء کو تحریک دعوت الی اللہ کا منظم آغاز فرمایا۔
یکم اپریل 1983ء کو آپؒ کے دورِ خلافت کی پہلی مجلس مشاورت محمود ہال ربوہ میں منعقد ہوئی۔
11 / اپریل 83ء کو حضورؒ نے دارالضیافت کے جدید بلاک کی بالائی منزل کا سنگ بنیاد رکھا۔
اگست 83ء میں حضورؒ نے مشرق بعید و آسٹریلیا کا دورہ فرمایا جس کے دوران مسجد بیت الہدیٰ آسٹریلیا کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔
26 تا 28 / دسمبر 83ء کو ربوہ میں آپ کے دور کا آخری جلسہ سالانہ منعقد ہوا جس میں پونے تین لاکھ افراد شریک ہوئے۔
30 / مارچ تا یکم اپریل 1984ء کو ربوہ میں آپؒ کی زیر صدارت جماعت احمدیہ کی آخری مجلس مشاورت منعقد ہوئی۔
26 / اپریل 84ء صدر ضیاء الحق کی طرف سے امتناع قادیانیت آرڈیننس جاری ہوا۔ 28 / اپریل 84ء کو مسجد مبارک میں بعد نماز عشاء احباب جماعت سے مختصر خطاب فرمانے کے بعد آپؒ 29 / اپریل کو سفر یورپ کیلئے ربوہ سے روانہ ہوئے اور 30 / اپریل کو بحفاظت الٰہی لندن پہنچ گئے۔
20 جولائی 84ء سے 17 مئی 85ء تک حضورؒ نے حکومت پاکستان کے "قرطاس ابیض" کے جواب میں خطبات کا سلسلہ ارشاد فرمایا۔ یہ خطبات بعد میں "زھق الباطل" کے نام سے شائع ہوئے۔
14 / مارچ 1986ء کو اسیران اور شہداء کے لواحقین کے لئے "سیدنا بلال فنڈ" کی تحریک جاری فرمائی۔
20 / ستمبر 86ء مسجد بیت الاسلام کینیڈا کا سنگ بنیاد رکھا۔
3 / اپریل 1987ء کو وقف نو کی عظیم الشان تحریک کا اعلان فرمایا۔
یکم اگست 87ء نائیجیریا کے دو بادشاہوں کو حضرت مسیح موعودؑ کے کپڑوں کا تبرک عنایت فرمایا۔
جنوری 1988ء میں حضورؒ نے مغربی افریقہ کے بعض ممالک کا دورہ فرمایا۔ یہ حضورؒ کا افریقہ کا پہلا دورہ تھا۔
10 جون 1988ء کو تمام جماعت کی نمائندگی میں حضور انور نے تمام معاندین احمدیت کو مباہلہ کا چیلنج دیا جس کے بعد ظاہر ہونے والے عظیم الشان نشانوں میں صدر ضیاء الحق کی ہلاکت اور اسلم قریشی کی بازیابی بھی شامل تھی۔

اگست 1988ء حضورؒ نے مشرقی افریقہ کے ممالک کا دورہ فرمایا۔
23 مارچ 1989ء صد سالہ جشن تشکر کا آغاز ہوا لیکن ربوہ میں جشن منانے پر پابندی لگا دی گئی۔
جولائی 1989ء حضورؒ نے مشرق بعید (بشمول آسٹریلیا) کا دورہ فرمایا۔
3 / نومبر 89ء تمام ممالک میں ذیلی تنظیموں کے صدارتی نظام کا اعلان۔
10 / نومبر 89ء کو Friday the 10th کارؤیا پورا ہوا اور دیوار برلن گرادی گئی۔
24 نومبر 89ء کو پانچ بنیادی اخلاق اختیار کرنے کی تحریک خطبہ جمعہ میں فرمائی۔
دسمبر 1991ء حضورؒ نے احمدیت کے دائمی مرکز قادیان کا تاریخی سفر فرمایا اور اس دوران 100 ویں جلسہ سالانہ قادیان سے خطابات ارشاد فرمائے۔
31 / جنوری 1992ء کو حضور رحمہ اللہ تعالیٰ کا خطبہ جمعہ پہلی بار مواصلاتی سیارے کے ذریعہ براعظم یورپ میں دیکھا اور سنا گیا۔
3 / اپریل 1992ء: حضورؒ کی حرم محترم حضرت سیدہ آصفہ بیگم صاحبہؒ کی وفات ہوئی۔
1992ء کا جلسہ سالانہ برطانیہ براہ راست ٹیلی ویژن پر دکھایا گیا۔
21 / اگست 92ء کو پہلی بار حضورؒ کے خطبات چار براعظموں میں نشر ہونے شروع ہوئے۔
17 / اکتوبر 92ء ٹورانٹو (کینیڈا) میں مسجد کا افتتاح فرمایا۔ حضور کے خطبات کینیڈا سے براہ راست نشر ہوئے۔
26 تا 28 دسمبر 92ء: جلسہ سالانہ قادیان منعقد ہوا۔ اس موقع پر حضورؒ نے لندن سے جلسہ قادیان کیلئے براہ راست خطاب فرمایا اور پہلی بار بیعت کی تقریب عالمی نشریاتی رابطہ پر منعقد ہوئی۔ اس موقع پر آٹھ افراد نے بیعت کی سعادت حاصل کی۔
31 جولائی 93ء کو ہونے والی پہلی عالمی بیعت میں 2 لاکھ سے زائد افراد کی سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت ہوئی۔ 1994ء میں 4 لاکھ، 1995ء میں 8 لاکھ، 1996ء میں 16 لاکھ، 1997ء میں 30 لاکھ، 1998ء میں 50 لاکھ، 1999ء میں ایک کروڑ، 2000ء میں چار کروڑ، 2001ء میں 8 کروڑ اور 2002ء میں 2 کروڑ افراد سے سعید روحیں حلقہ بگوش احمدیت ہوئیں۔
31 دسمبر 93ء حضور نے ماریشس میں خطبہ دیا اور ایم ٹی اے کی نشریات 12 گھنٹے کرنے کا اعلان فرمایا۔
1993ء میں حضورؒ نے عالمی درس القرآن کا آغاز فرمایا اور 7 / جنوری 94ء سے ایم ٹی اے کی باقاعدہ نشریات کا آغاز کیا گیا۔
1994ء کے آغاز کے ساتھ ہی اردو ہفت روزہ "الفضل انٹرنیشنل" کا باقاعدہ اجراء بھی عمل میں آیا۔
23 / مارچ 94ء سے ایم ٹی اے پر ہومیوپیتھی کلاسز جبکہ 15 / جولائی 94ء سے ترجمۃ القرآن کلاسز کا اجراء ہوا۔
14 / اکتوبر 1994ء: مسجد بیت الرحمٰن میری لینڈ امریکہ اور ایم ٹی اے ارتھ اسٹیشن امریکہ کا افتتاح فرمایا۔ 5 جولائی 1996ء سے ایم ٹی اے کے پروگرام گلوبل بیم پر نشر ہونے لگے۔



حضرت مرزا مسرور احمد ایداللہ تعالیٰ بنصرالعزیز خلیفۃ المسیح الخامس

1998ء میں جلسہ سالانہ جرمنی میں حضورؒ نے خطابات ارشاد فرمائے۔ اس جلسہ میں حاضری 23ہزار تھی۔

24 فروری 1999ء: حضور انور نے 305 گھنٹے کی کلاسز کے ذریعہ MTA پر ترجمۃ القرآن کا دور مکمل فرمایا۔

2000ء میں حضور رحمہ اللہ نے انڈونیشیا کا تاریخی دورہ فرمایا۔ حضورؒ کے اس دورہ کو سرکاری پروٹوکول حاصل تھا۔

27 فروری 2003ء: غریب بچیوں کی شادی کیلئے "مریم شادی فنڈ" کے نام سے آخری تحریک فرمائی۔

19 اپریل 2003ء کو لندن میں آپؒ کی وفات ہوئی۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

15 ستمبر 1950ء: حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب مرحوم و محترمہ صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے ہاں ربوہ میں پیدا ہوئے۔

1976ء میں زرعی یونیورسٹی فیصل آباد سے ایگریکلچرل اکنامکس میں M.Sc کی ڈگری حاصل کی۔

1967ء میں ساڑھے سترہ سال کی عمر میں نظام وصیت میں شمولیت فرمائی۔

31 جنوری 1977ء: آپکی شادی مکرمہ سیدہ امتہ السبوح بیگم صاحبہ بنت محترمہ صاحبزادی امتہ الحکیم صاحبہ مرحومہ و مکرم سید داؤد مظفر شاہ صاحب سے ہوئی۔

1977ء میں وقف کر کے نصرت جہاں سکیم کے تحت اگست 77ء میں غانا روانگی ہوئی جہاں 1977ء تا 1985ء بطور پرنسپل احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا 2 سال، ایسارچر 4 سال اور پھر 2 سال احمدیہ زرعی فارم ٹمالے شمالی غانا کے مینیجر رہے۔ آپ نے غانا میں پہلی بار گندم اگانے کا کامیاب تجربہ کیا۔

1985ء میں پاکستان واپسی ہوئی اور 17 مارچ 1985ء سے نائب وکیل المال ثانی کے طور پر تقرر ہوا۔

18 جون 1994ء کو آپ کا تقرر بطور ناظر تعلیم صدر انجمن احمدیہ میں ہوا۔

10 دسمبر 1997ء کو ناظر اعلیٰ و امیر مقامی مقرر ہوئے۔ اور تا انتخاب خلافت اس منصب پر مامور رہے۔

اگست 1998ء میں صدر مجلس کارپرداز مقرر ہوئے۔ بحیثیت ناظر ضیافت اور ناظر زراعت بھی خدمات بجالاتے رہے۔

1994ء تا 1997ء چیئرمین ناصر فاؤنڈیشن رہے۔ اسی عرصہ میں آپ صدر تزئین ربوہ کمیٹی بھی تھے۔

1988ء سے 1995ء تک ممبر قضاء بورڈ رہے۔

خدام الاحمدیہ مرکزیہ میں سال 77-76ء میں مہتمم صحت جسمانی، 85-84ء میں مہتمم تجنید، سال 86-85ء تا 89-88ء مہتمم مجالس بیرون اور 90-89ء میں نائب صدر خدام الاحمدیہ پاکستان رہے۔ مجلس انصاراللہ پاکستان میں قائد ذہانت و صحت جسمانی 95ء اور قائد تعلیم القرآن 95ء تا 97ء رہے۔

1999ء میں ایک مقدمہ میں اسیر راہ مولیٰ رہنے کا اعزاز بھی حاصل کیا۔ 30/ اپریل کو آپ گرفتار ہوئے اور 10/ مئی کو رہا ہوئے۔

22/ اپریل 2003ء کو لندن وقت کے مطابق 11:40 بجے رات آپ کے بطور خلیفۃ المسیح الخامس ہونے کا اعلان ہوا۔

23/ اپریل 2003ء: حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کی نماز جنازہ پڑھائی۔

25-27 جولائی 2003ء: انٹرنیشنل جلسہ سالانہ برطانیہ سے خطابات اور طاہر فاؤنڈیشن کے قیام کا اعلان۔

22 تا 24/ اگست 2003ء جلسہ سالانہ جرمنی میں شمولیت اور خطاب
اس دورے کے دوران فرانس کے جلسہ سے بھی خطاب فرمایا

3/ اکتوبر 2003ء یورپ کی سب سے بڑی مسجد، مسجد بیت الفتوح کا افتتاح

29/ جون 2003ء: مجلس خدام الاحمدیہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب

14/ ستمبر 2003ء: مجلس انصاراللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب

19/ اکتوبر 2003ء: مجلس لجنہ اماءاللہ برطانیہ کے سالانہ اجتماع سے خطاب

28/ دسمبر 2003ء: لندن سے قادیان کے جلسہ سے اختتامی خطاب فرمایا۔

31/ دسمبر 2003ء: بیت الفتوح میں بچوں کی نیشنل تربیتی کلاس سے خطاب

جنوری 2004ء: ایم ٹی اے کے دس سال مکمل ہونے پر تقریبات

13/ مارچ 2004ء کو افریقہ کے دورہ پر تشریف لے گئے اور 14/ اپریل کو واپس تشریف لائے۔ اس ایک ماہ کا مختصر جائزہ ذیل میں پیش ہے:

14/ مارچ 2004ء: ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول، احمدیہ ہسپتال اگوانہ سویڈرو اور اکمفی ایسارچر سکول کا معائنہ کیا اور جامعہ احمدیہ غانا کا افتتاح فرمایا۔

15/ مارچ 2004ء: اکرا میں ہیڈ کوارٹرز میں واقع ایک دو منزلہ عمارت کا افتتاح فرمایا۔ پھر صدر مملکت آف غانا عزت مآب John Agyekuwn Kufuor سے ملاقات کی۔

16/ مارچ 2004ء: ویسٹرن ریجن میں واقع احمدیہ ہسپتال ڈاپوا کا معائنہ فرمایا اور یہاں پر بنائی گئی مسجد کا بھی افتتاح فرمایا۔

17/ مارچ 2004ء: غانا کے نائب صدر سے ملاقات کی۔

18/ مارچ 2004ء: غانا کے ۷۵ویں جلسہ سالانہ سے خطاب فرمایا۔ صدر مملکت غانا کی بھی جلسہ میں شمولیت۔

20/ مارچ 2004ء: آسوکورے احمدیہ ہسپتال، کماسی مشن ہاؤس، ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری اسکول، احمدیہ ہومیو کلینک اور طاہر ہومیو کمپلیکس کا معائنہ فرمایا۔

21/ مارچ 2004ء: آسوکورے میں ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول اور احمدیہ ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔

22/ مارچ 2004ء: ٹیچی مان ہسپتال کا معائنہ۔ WA Region میں نو تعمیر شدہ مسجد کا افتتاح فرمایا۔ Kaleo میں ممبر آف پارلیمنٹ اور پارلیمنٹ میں حزب اختلاف کے لیڈر سے ملاقات ہوئی۔ WA کے ٹیچرز ٹریننگ کالج کا معائنہ فرمایا۔

23/ مارچ 2004ء: ٹمالہ میں مسجد کی تعمیر شدہ عمارت کی نئی منزل کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ پچاس سے زیادہ چیف صاحبان سے ملاقات بھی فرمائی۔

24/ مارچ 2004ء: ٹی آئی احمدیہ سیکنڈری سکول سلاگا کا معائنہ فرمایا۔

25/ مارچ 2004ء: Wale میں مسجد کا معائنہ فرمایا اور چیف سے ملاقات کی۔

26/مارچ 2004ء: بورکینا فاسو کے وزیر اعظم عزت مآب Perlanga Earnest Yonhi اور صدر عزت مآب Blaire Compaore سے ملاقات فرمائی۔ جلسہ سالانہ سے افتتاحی خطاب فرمایا۔

27/مارچ 2004ء: جلسہ سالانہ بورکینا فاسو سے اختتامی خطاب فرمایا۔

29/مارچ 2004ء: ہیومینیٹی فرسٹ کے مرکز کا معائنہ۔ یہاں ۵۰ کمپیوٹر کا کالج اور سلائی سکول بھی ہے۔ نیز واگاڈ گو کے احمدیہ ہسپتال کا معائنہ فرمایا۔

30/مارچ 2004ء: ڈوری میں احمدیہ پرائمری سکول کا سنگ بنیاد اور جلسہ سے خطاب فرمایا۔

2/اپریل 2004ء: بوبو جلاسو میں ہسپتال اور ریڈیو سٹیشن بوبو جلاسو کا معائنہ۔

3/اپریل 2004ء: واگاڈ گو احمدیہ ہسپتال کا افتتاح فرمایا اور پریس کانفرنس کی۔

4/اپریل 2004ء: بینن میں وزراء اور میڈیا کے نمائندگان سے ملاقات کی۔

5/اپریل 2004ء: پورٹونووا میں مسجد کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس تقریب میں وہاں کے بادشاہ King Of Onikoyi اپنے وفد کے ساتھ شامل ہوئے۔

6/اپریل 2004ء: Allada میں کنگ آف الاڈا کا استقبال۔

7/اپریل 2004ء: پیراکو میں سلائی سکول کا افتتاح فرمایا۔ نیز پہلی احمدیہ مسجد "بیت العافیہ" کا افتتاح نیز احمدیہ ہسپتال کا سنگ بنیاد رکھا۔

8/اپریل 2004ء: بینن کے صدر مملکت سے ملاقات فرمائی اور بینن یونیورسٹی میں طلباء سے خطاب فرمایا۔

9/اپریل 2004ء: مسجد بیت التوحید Cotonou کی تختی کی نقاب کشائی فرمائی۔ نیز صدر نیشنل اسمبلی سے ملاقات اور ڈاکٹر عبدالسلام انسٹیٹیوٹ میں خطاب فرمایا۔

10/اپریل 2004ء: MTA سٹوڈیو بینن کا افتتاح فرمایا۔ بینن TV اور ریڈیو کے نمائندوں کے ساتھ ملاقات۔ ہوٹل میں معززین سے ملاقات۔

11/اپریل 2004ء: بینن سے نائیجیریا تشریف آوری اور نائیجیریا میں یک روزہ جلسہ سے خطاب۔ دو مساجد کا افتتاح نیز جامعہ احمدیہ اور حافظ کلاس کا معائنہ۔

12/اپریل 2004ء: ایک مسجد کا افتتاح فرمایا۔ اوجوکورو کے احمدیہ ہسپتال اور لیگوس میں پاپا کلینک کا معائنہ فرمایا۔ ایک عشائیہ میں شرکت کی۔

13/اپریل 2004ء: نائیجیریا کے احمدیہ پریس کا معائنہ فرمایا۔

14/اپریل 2004ء: واپس لندن تشریف آوری۔

مجلس سوال و جواب

مسجد بیت الفتوح مورڈن میں یکم اپریل ۲۰۰۴ء کی صبح سوال جواب کی تقریب منعقد ہوئی جس میں کرائیڈن کالج کے ۴۰ طلباء اور اساتذہ مدعو تھے۔ مکرم وسیم احمد چودھری صاحب صدر انصار اللہ یوکے، مکرم مرزا مجیب احمد صاحب ریجنل قائد ساؤتھ اور ان کی عاملہ نیز قائد تبلیغ مکرم رفیق احمد صاحب طاہر نے مہمانوں کا استقبال کیا۔ پہلے مہمانوں کو مسجد دکھائی گئی جس کے بعد باقاعدہ مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جس میں مکرم مولانا عطاء المجیب صاحب راشد امام مسجد فضل لندن نے سوالات کے جواب دیئے۔

سؤر کا گوشت کھانے سے ممانعت کے بارہ میں ایک سوال کے جواب میں مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ قرآن کریم جس کے متعلق ہمارا ایمان ہے کہ یہ خدائے علیم و خبیر کا کلام ہے وہ ہمیں ایسا کرنے سے منع کرتا ہے۔ اور ہمارا یہ بھی ایمان ہے کہ قرآن کریم کا کوئی بھی حکم حکمت سے خالی نہیں ہے۔ بعض حکمتیں انسان کے علم میں بھی آجاتی ہیں۔ سؤر کے گوشت کے متعلق مثلاً یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اس کے اندر جراثیم نسبتاً جلدی پیدا ہو جاتے ہیں اور جلدی سڑنا شروع ہو جاتا ہے۔ پھر سائنسی تحقیق ہے کہ غذا انسان کے مزاج اور کردار پر اثر انداز ہوتی ہے۔ سؤر کی معاشرتی زندگی میں بے حیائی کا عنصر نمایاں ہے جس میں ہم جنس پرستی بھی شامل ہے۔ جو دوسرے کھائے جانے والے جانوروں میں نہیں پائی جاتی۔

عورت کے پردہ کی حکمت بیان کرتے ہوئے مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ پردہ عورت کو قابل احترام بناتا ہے جیسے ٹوپی پہننے یا پگڑی باندھنے سے مرد کے وقار میں اضافہ ہوتا ہے۔ دوسری اور اہم بات یہ ہے کہ پردہ دراصل ایسی زینتیں چھپانے کا نام ہے جو مخالف جنس کے لئے کشش رکھتی ہیں جس کے نتیجہ میں معاشرہ میں بے حیائی پھیلتی ہے۔

دہشت گردی کے بارہ میں مکرم امام صاحب نے فرمایا کہ کوئی مذہب بھی دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا۔ خصوصاً اسلام تو نام ہی سلامتی اور امن کا ہے۔ دہشت گردی اور جنگیں زیادہ تر سیاسی وجوہ کی بناء پر ہوتی ہیں نہ کہ مذہب کی بناء پر۔ اسلام کو اس معاملہ میں بدنام کرنا اور اسلام کو بالعموم دہشت گردی سے منسوب کرنا محض ذرائع ابلاغ (Media) کا کمال ہے۔ کسی مذہب کے چند پیروکار اگر مذہب کی تعلیم کے خلاف عمل کرتے ہوئے کسی غلط روش کو اپناتے ہیں تو اس سے مذہب مورد الزام نہیں ٹھہرتا۔ جب تک اسلام کی تعلیم سے دہشت گردی ثابت نہ ہو اسلام کو دہشت گردی کا مذہب نہیں قرار دیا جا سکتا۔

میڈیا کے روّیہ کا ذکر کرتے ہوئے آپ نے مزید فرمایا کہ میڈیا ہر وہ بات نشر کرتا ہے جس سے اسلام کی کردار کشی کی جاسکتی ہو۔ اسکے برعکس ان حقائق کو پیش کرنے سے کتراتا ہے جو کہ اسلام کی شان کو بلند کرتے ہوں مثلاً سلمان رشدی کی کتاب پر ان مسلمان رہنماؤں کا ردّ عمل تو میڈیا نے بہت اچھالا جنہوں نے اسلام کی تعلیم کے برعکس فتوے جاری کئے لیکن امام جماعت (☆)

(☆) احمدیہ کا انٹرویو اور مفصل تبصرہ، جس کے دوران ساری اہم ایجنسیوں کے نمائندے بھی موجود تھے، اس کا کچھ حصہ بھی شائع یا نشر نہیں کیا گیا۔ اسی طرح مسلمانوں کے جنگی کردار کو تو اسلام سے منسوب کیا جاتا ہے جبکہ دوسری قوموں کے جنگی کردار کو ان کے مذہب سے منسوب نہیں کیا جاتا۔ مسلمان ملک ایٹم بم بنائے تو اسے اسلامک بم کا نام دیا جاتا ہے لیکن کئی سو بم بنانے والے ملکوں کے مذہب کے ساتھ ان کے بم کو منسوب کیوں نہیں کیا جاتا۔

آخر میں مہمان وفد کے سربراہ نے خواہش ظاہر کی کہ مولانا صاحب ان کے کالج تشریف لا کر بھی اسی طرح کی مجلس منعقد کریں۔

انصار ڈائجسٹ

مرتبہ
فرخ سلطان

اس کالم میں قارئین کی طرف سے موصول ہونے والی ایسی دلچسپ تحریرات اور مفید واقعات شامل اشاعت کئے جاتے ہیں جو قارئین خود لکھنا پسند فرمائیں یا اپنے زیر مطالعہ کسی کتاب یا رسالہ سے اخذ کرکے بھجوائیں۔ تحریر مختصر اور مکمل حوالہ کے ساتھ ہونی چاہئے۔ ہمارا پتہ ہے:

Ansar Digest, 22 Deer Park Road, London SW19 3TL
e-mail: ansar_digest@yahoo.co.uk

تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک نصیحت جو انصار کو ہمیشہ پیش نظر رکھنی چاہئے:

"ایک ذرّہ بدی کا بھی قابل پاداش ہے۔ وقت تھوڑا ہے اور کارِ عمر ناپیدا۔ تیز قدم اٹھاؤ کہ شام نزدیک ہے۔ جو کچھ پیش کرنا ہے وہ بار بار دیکھ لو۔ ایسا نہ ہو کہ کچھ رہ جائے اور زیاں کاری کا موجب ہو۔ یا سب گندی اور کھوٹی متاع ہو جو شاہی دربار میں پیش کرنے کے لائق نہ ہو۔"

(کشتی نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 26)

Passive Smoking

برٹش میڈیکل جرنل میں شائع ہونے والی تحقیق کے مطابق تمباکو نوشی کرنے والوں کے علاوہ اُن کے ساتھ رہنے والوں میں بھی موت کا خطرہ پندرہ فیصد زیادہ ہو جاتا ہے۔ ایک اَور تحقیق کے مطابق امریکی ریاست مونٹانہ میں سگریٹ نوشی پر پابندی کے بعد وہاں دورۂ قلب کی شرح کم ہوگئی ہے۔ تحقیق کے نتیجہ میں یہ بھی علم ہوا ہے کہ تمباکو نوشی کرنے والوں میں زخموں کے ٹھیک ہونے کا عمل سست ہو جاتا ہے۔

سگریٹ نوشی کرنے والوں کی اکثریت یہ عادت چھوڑنا چاہتی ہے لیکن یہ ایسا نشہ ہے کہ اکثر لوگ بغیر بیرونی مدد کے اسے ترک نہیں کر سکتے۔ اندازہ ہے کہ سگریٹ نوشی ترک کرنے والوں میں سے ۹۰ فیصد سے زائد دوبارہ اس نشہ میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔ تاہم برطانیہ میں قائم ایسے ادارے جو سگریٹ نوشی ترک کرنے میں مدد دیتے ہیں، یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اُن کی کامیابی کی شرح باون فیصد تک ہے۔

مچھلی اور دل کا علاج

مچھلی کو دل کی بیماریوں میں بہت مفید بتایا جاتا ہے۔ لیکن اکثر لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہے کہ کونسی مچھلی زیادہ فائدہ مند ہے اور یہ کہ کسی مچھلی کے استعمال کا بہترین طریق کونسا ہے۔

بحیرہ انٹارٹیکا میں پائی جانے والی کاڈ مچھلی کے معائنے سے سائنسدان دل کے آہستہ دھڑکنے کا راز سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ کاڈ مچھلی کا دل ایک منٹ میں چھ بار دھڑکتا ہے جبکہ اس سمندر میں پانی کا درجہ حرارت منفی دو ڈگری سینٹی گریڈ ہوتا ہے۔ اس تحقیق سے دل کے آپریشن کے دوران دل کو محفوظ رکھنے کے طریقوں کا پتہ چلایا جاسکے گا کیونکہ بائی پاس آپریشن کے دوران انسانی دل کا درجہ حرارت بہت کم ہو جاتا ہے۔

بھارت میں انتخابات

دنیا کی سب سے بڑی جمہوریت کہلانے والے ملک بھارت میں آجکل ملک کے چودھویں عام انتخابات ہو رہے ہیں۔ اب تک ہونے والے انتخابات کے حوالہ سے اخبارات میں بعض دلچسپ ریکارڈ بھی سامنے آئے ہیں مثلاً:

☆ ۱۹۹۶ء کے انتخابات میں تامل ناڈو کے ایک حلقہ "موڈاکوروچی" سے ۱۰۳۳/امیدوار میدان میں آئے جن کے لئے بیلٹ پیپر ایک کتابچہ کی شکل میں شائع کیا گیا۔

☆ کاکا جوگندر سنگھ ایسے واحد امیدوار ہیں جو ۲۵ بار لوک سبھا کے انتخابات میں شکست کھا چکے ہیں۔

☆ ۱۹۵۰ء کے انتخابات میں ہر امیدوار کے لئے بیلٹ پیپر کی بجائے مختلف رنگوں کے بیلٹ باکس استعمال کئے گئے تھے۔

☆ ۱۹۸۸ء میں میگھیالیہ کی نشست پر جب دو امیدواروں نے برابر ووٹ حاصل کئے تو وہاں متعین ریٹرننگ آفیسر نے ٹاس کے ذریعہ روسٹر سنگما کو کامیاب قرار دیا۔

ایڈز کے خطرہ میں کمی کی ایک وجہ

نئی سائنسی تحقیق کے مطابق ختنوں کے نتیجہ میں مردوں میں ایڈز کے خطرات چھ گنا کم ہو جاتے ہیں۔ ہندوستان میں دو ہزار مردوں پر کی جانے والی یہ تازہ تحقیق، ماضی میں افریقہ میں ہونے والی اسی نوعیت کی تحقیق کے نتائج کی تصدیق کرتی ہے۔ تاہم ماہرین کے مطابق ختنوں سے صرف ایڈز کا خطرہ کم ہوتا ہے جبکہ جنسی عمل سے پھیلنے والی دیگر بیماریوں کے خطرات میں کوئی کمی نہیں آتی۔

اس تحقیقی رپورٹ کے بعد اگر ذیل میں دی جانے والی خبر ملاحظہ کی جائے تو اسی نتیجہ پر پہنچا جاسکتا ہے کہ اس بیماری سے بچاؤ خدا تعالیٰ کے فضل اور اُس کے بتائے ہوئے راستوں پر چلنے میں ہی ہے۔

سعودی عرب میں ایڈز

ایک سعودی اخبار میں شائع ہونے والی رپورٹ کے مطابق اب تک چھ سو سے زیادہ سعودی باشندے ایڈز کے سبب ہلاک ہو چکے ہیں جبکہ سلطنت میں ایڈز کے مریضوں کی تعداد ۶۷۸۷/ ہے جن میں سے ۲۲ فیصد سعودی ہیں۔ تاہم کہا جاتا ہے کہ مریضوں کی اصل تعداد اس سے پانچ گنا ہے۔

رپورٹ کے مطابق ایڈز کی تشخیص اور علاج پر دو کروڑ چالیس لاکھ ریال خرچ کئے جاچکے ہیں۔ اب جدہ اور دمام کے بعد دارالحکومت ریاض میں بھی ایڈز کے علاج کا مرکز کھول دیا گیا ہے۔

ایک عالمی ادارہ کی رپورٹ کے مطابق دنیا میں روزانہ چودہ ہزار نئے لوگ ایڈز کا شکار ہو رہے ہیں اور دنیا بھر میں چار کروڑ سے زیادہ لوگ اس کا شکار ہو چکے ہیں جن میں پچیس لاکھ بچے بھی شامل ہیں۔

کیا موبائل فون نقصان دہ ہے؟

بعض سائنس دانوں کا کہنا تھا کہ خون کے خلیوں کو موبائل فوج کے استعمال سے جو نقصان پہنچ سکتا ہے اس کے نتیجہ میں سرطان (برین ٹیومر) اور دیگر طبی مسائل پیدا ہو سکتے ہیں۔ تاہم سویڈن کے سائنسدانوں نے فون سے نکلنے والی برقی مقناطیسی شعاعوں کے خون کے سرخ خلیوں پر ہونے والے اثرات کا جائزہ لینے کے بعد کہا ہے کہ صحت کو پہنچنے والے نقصان کے بارہ میں صرف اصولی بات کی جاسکتی ہے لیکن عملاً اس کی کوئی شہادت نہیں ملی۔

اگرچہ کہا جاتا ہے کہ مختلف ایجادات کے حوالہ سے جو تحقیقات دنیا بھر میں کی جاتی ہیں، اُن کے نتائج بھی مختلف نکلتے رہتے ہیں۔ جس کی ایک وجہ یہ ہے کہ نتائج عموماً اُن خطوط کی بنیاد پر مرتب کئے جاتے ہیں جو اس قسم کی تحقیقات کروانے والی کمپنیاں سائنسدانوں کے سامنے پیش کرتی ہیں۔

برموڈہ ٹرائی اینگل

برموڈہ ٹرائی اینگل میں داخل ہونے والے جہاز کچھ ہی دیر میں تباہ ہو جاتے ہیں اور ان کی تباہی کی وجوہات کا علم بھی نہیں ہو پاتا۔ اس پہلو سے اب تک متعدد تحقیقات ہو چکی ہیں اور جنوں اور بھوتوں کی کہانیوں اور زمینی مقناطیسی لہروں کے علاوہ بھی مختلف امور اس حوالہ سے بیان کئے جاچکے ہیں۔ تاہم بیشتر سائنسی تحقیقات کے نتیجہ میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ برموڈہ ٹرائی اینگل کے علاقہ میں منجمد میتھین گیس کے ذخائر موجود ہیں اور جب حرارت اس منجمد گیس کے ذخائر تک پہنچتی ہے تو یہ گیس بخارات بن کر آسمان کی جانب اُڑنے لگتی ہے اور آسمان پر پرواز کرنے والے جہاز اس خطرناک گیس کے رابطہ میں آکر تباہ ہو جاتے ہیں۔

غصّہ حرام ہے

آنحضرت ﷺ نے ڈیڑھ ہزار سال قبل غصّہ کو حرام قرار دیتے ہوئے اس پر قابو پانے کا ارشاد فرمایا اور انسانی نفسیات کو پیش نظر رکھتے ہوئے اس کا علاج بھی تجویز فرمایا۔ بعد میں طبی تحقیقات کے نتیجہ میں یہ بات ثابت ہو گئی کہ غصّہ کرنے والے اپنی صحت کے لئے بہت سے مسائل پیدا کر لیتے ہیں۔ امریکہ میں ہونے والی ایک حالیہ تحقیق کے مطابق جن نوجوانوں کو غصّہ آتا ہے وہ موٹاپے کی طرف بھی مائل ہو جاتے ہیں جس کے نتیجہ میں دل کی بیماری لاحق ہونے کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

امریکی ہارٹ ایسوسی ایشن کے سالانہ اجلاس سے خطاب کرتے ہوئے محققین نے کہا کہ غصّہ کو دبانے کے نتیجہ میں بھی صحت کی خرابی کے امکانات بڑھ جاتے ہیں۔ ٹیکساس یونیورسٹی میں قائم ایک مرکز میں چودہ سے سترہ سال کے ۱۶۰ ربچوں کا تین سال تک مشاہدہ کیا گیا جس کے نتیجہ میں معلوم ہوا کہ جو لوگ اپنے غصہ پر قابو پالیتے ہیں اُن میں موٹاپے کی طرف مائل کرنے والے مادے کم پیدا ہوتے ہیں جبکہ جو لوگ غصہ پر قابو پانے میں مشکل محسوس کرتے ہیں اُن میں وزن بڑھانے والے فاسد مادے زیادہ پیدا ہوتے ہیں۔ غصّہ کے باعث کھانے پینے کے اوقات پر بھی اثر پڑتا ہے اور اس طرح انسان کم عمری میں ہی دل کا مریض بن جاتا ہے۔ ڈاکٹروں کا کہنا ہے کہ دل کے مرض سے بچنا صرف ورزش اور غذا پر ہی منحصر نہیں ہے بلکہ نفسیاتی مسائل کو حل کرنا بھی بہت ضروری ہے۔

شہد اور دار چینی

جوڑوں کا درد ایک انتہائی تکلیف دہ مرض ہے جو عموماً بڑی عمر کے افراد کو لاحق ہوتا ہے خصوصاً وہ جو چلنے پھرنے کا کام کم کرتے ہیں۔ تحقیق کے نتیجہ میں یہ معلوم ہو چکا ہے کہ شہد اور دار چینی کا آمیزہ بہت سی دیگر بیماریوں کے علاوہ جوڑوں کے درد کے لئے بھی بہت فائدہ مند ہے۔

کینیڈا کے جریدے "ورلڈ نیوز" کے مطابق ایک حصہ شہد کو دو حصے نیم گرم پانی میں حل کرلیں اور اس میں ایک چھوٹا چمچہ دار چینی کا سفوف شامل کر کے اس کا پیسٹ بنالیں۔ یہ پیسٹ متأثرہ جگہ پر لگا کر مساج کرنے سے چند منٹ میں آرام محسوس ہوگا۔ نیز دوا کے طور پر مریض صبح اور رات کو دو چمچے شہد ایک پیالی گرم پانی میں ملا کر اور ایک چھوٹا چمچہ دار چینی ملا کر استعمال کرے تو پرانے مرض کی صورت میں بھی صحت یابی ممکن ہے۔ یہ نسخہ دو سو مریضوں پر آزمایا گیا تو صرف ایک ہفتے میں ۷۳ر مریض بالکل تندرست ہوگئے اور ایک ماہ کے اندر باقی مریضوں کی حالت بھی اتنی بہتر ہو گئی کہ انہوں نے کسی سہارے کے بغیر چلنا پھرنا شروع کر دیا۔

ترقیات کی دو راہیں

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"صوفیوں نے ترقیات کی دو راہیں لکھی ہیں۔ ایک سلوک اور دوسرا جذب۔ سلوک وہ ہے جو لوگ آپ عقلمندی سے سوچ کر اللہ و رسول کی راہ اختیار کرتے ہیں۔ ...... سالک کا یہ کام ہونا چاہئے کہ اوّل رسول اکرم ﷺ کی مکمل تاریخ پڑھے پھر پیروی کرے، اسی کا نام سلوک ہے۔ اس راہ میں بہت مصائب و شدائد ہوتے ہیں، ان سب کو اٹھانے کے بعد ہی انسان سالک ہو جاتا ہے۔ اہل جذب کا درجہ سالکوں سے بڑھا ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ انہیں سلوک کے درجہ پر ہی نہیں رکھتا بلکہ خود ان کو مصائب میں ڈالتا اور جاذبہ ازلی سے اپنی طرف کھینچتا ہے۔"

(ملفوظات جلد اوّل. طبع اوّل صفحہ ۲۶، ۲۷)